OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0118, PP: 12-36

علوم القرآن واصول تفسیر علامہ تمنا عمادی کی نظر میں

Quranic Sciences and Principles of Exegesis in the view of Allama Tamanna Imadi (a critical study of selected topics)

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Dr. Saeed Ahmad
Visiting Faculty Member, Department of Islamic Studies, Quaid-e-Azam University Islamabad
Email: saeedahmadiiui@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-1353-8833

Dr. Rab Nawaz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Hitac University Taxila
Email: rab.nawaz@hitecuni.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-7499-0524

Abstract

Uloom-ul- Qur'an are applied to all the sciences that help in understanding the Qur'an in any form. Although Abu Bakr Ibn Al-Arabi has included 77,450 sciences as Uloom-ul- Qur'an, but this short research paper only discusses some of the important topics which Allama Tamana Emadi wrote about. during the study of Allama Tamana Emadi's books, one question repeatedly kept in mind what were the reasons that led Allama Tamana Emadi to disagree with the majority of scholars even started to disagree on unanimous issues, like compilation of the Holy Qur'an, the issue of the revelation of Esa (pbuh) and the reappearance of Imam Mahdi, the issue of Qira'at and the abrogation. A total of five points are discussed in this research paper. The first four are related to the Qur'anic Sciences and the fifth is about اصول تفسیر, first the position of Allama Tamana Emadi has been clarified and then the argument of the majority of scholars has been mentioned. At the end of this research, several points have emerged as the findings, one of which I would like to mention here, Allama Tamanna Emadi thinks that there is only one rule of interpretation of the Holy Quran what is called "درایتِ قرآنی" which means the understanding of Mufassir himself.

Keywords: *Quranic Sciences, Principles of Exegesis, Allama Tamanna Imadi.*

تمہید

یوں تو علوم القرآن ایک وسیع و عریض علم کا نام ہے جس میں ہر وہ علم شامل ہے جو قرآن مجید کا خدمت گار ہو یا اس کی نسبت کسی بھی سطح پر قرآن کی طرف کی جائے جیسے کہ علم تفسیر، علم قراءات، رسم عثمانی کا علم، علم اعجاز قرآنی، اسباب نزول، ناسخ منسوخ، اعراب قرآن، علم غریب القرآن اور علم لغت جیسے دیگر علوم شامل ہیں حتی کہ ابو بکر ابن العربی نے 77450 علوم کو علوم القرآن میں شامل کیا ہے (1) لیکن اس مختصر تحقیقی مقالے میں صرف ان اہم مباحث میں سے بعض پر بحث ہوگی جن کے متعلق علامہ تمنا عمادی (2) نے قلم اٹھایا مثلاً جمع وتدوین قرآن، اعجاز القرآن، اختلاف قراءات، ناسخ منسوخ اور اصول تفسیر کے ضمن میں حدیث نبوی ﷺ کی تشریعی حیثیت وغیرہ جن پر مندرجہ ذیل پانچ نکات کے ضمن میں بحث کی جائیگی۔

صلبِ موضوع کے نکات پر تفصیلی گفتگو سے قبل مناسب ہوگا کہ علوم القرآن کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کا ذکر ہو چنانچہ عربی لغت میں "علوم" "علم کی جمع ہے اور علم مصدر بمعنی "فہم "اور" معرفت" واقع ہوا ہے اور بعض کے ہاں "یقین" اور "جزم" کے معنی میں بھی مستعمل ہے، جبکہ علماء تدوین کی اصطلاح میں علم کا اطلاق ان مسائل پر ہوتا ہے جنہیں ایک ہی جہت میں منضبط کیا گیا ہو چاہے وہ مسائل کلیات نظریہ، ضروریہ یا جزئیہ کی شکل میں ہوں۔ اور "قرآن" عربی لغت میں مصدر ہے جو قراءۃ کا مترادف ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے" { اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَ قُرۡاٰنَهٗ ۖ ۚ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ ۚ } (3) لیکن پھر اس معنی مصدری سے منتقل ہو کر ایک ایسے کلام معجز پر اس کا اطلاق ہونے لگا جو اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا، مصاحف میں لکھا ہوا، تواتر کے ساتھ منقول شدہ جس کی تلاوت عبادت ہے اور علماء اصول کے ہاں قرآن کی اصطلاحی تعریف انہی الفاظ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے (4)۔ اور اگر علوم القرآن کی بطور علم وفن تعریف کی بات کی جائے تو خلاصہ کچھ یوں نکلتا ہے کہ ہر وہ علم جو قرآن مجید کا خدمت گار ہو یا اس کی نسبت کسی بھی سطح پر قرآن کی طرف کی جائے جیسے کہ علم تفسیر، علم قراءات، رسم عثمانی کا علم، علم اعجاز قرآنی، اسباب نزول، ناسخ منسوخ، اعراب قرآن، علم غریب القرآن اور علم لغت جیسے دیگر علوم شامل ہیں (5)۔

منہج تحقیق

زیر نظر تحقیقی مقالے کا عنوان ہی اس بات کا متقاضی ہے کہ اس میں تحقیقی و تنقیدی منہج کو بروئے کار لاتے ہوئے تحقیق کو آگے بڑھایا جائے چنانچہ اس مقالے میں پہلے علامہ تمنا عمادی کا موقف اور اس کے اثبات کے لئے ان کی طرف سے پیش کئے گئے اہم دلائل انہی کی کتب کی عبارات سے نقل کئے گئے ہیں اور پھر جمہور اہل علم کا مسلک اور دلائل مختلف اہل علام سلف وخلف کی کتب سے اس انداز میں پیش کئے گئے ہیں کہ قاری باآسانی درست اور صحیح موقف تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور پھر جہاں ضرورت ہوئی وہاں علامہ تمنا عمادی کی اختیار کردہ رائے پر نقد بھی کیا گیا ہے۔ جہاں تک لٹریچر ریویو کا تعلق ہے اس بارے میں میری پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ بعنوان "قرآن فہمی میں علامہ تمنا عمادی کا اسلوب و منہج "علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے اس کے علاوہ علامہ تمنا عمادی کی آراء پر کوئی جامع نقد میری نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم۔

(1) جمع وتدوین قرآن

علامہ تمنا عمادی کی کتب کے مطالعے سے یہ بات بہت وضاحت سے قاری کو سمجھ میں آجاتی ہے کہ وہ اس بات پر جمہور امت سے مکمل ہم آہنگ ہیں کہ قرآن کریم زمانہ نزول سے لیکر آج تک حرفاحرفا لفظالفظا کلمتہ کلمتہ ہر قسم کی تحریف لفظی سے

پاک اور محفوظ ہے اور امت اسلامیہ نے تواتر کے ساتھ نسل در نسل اس کتاب ہدایت کو پڑھا، سنا، سمجھا، حفظ کیا اور اگلوں تک پہنچایا، الغرض قرآن کریم سینہ و سفینہ میں ہر زمانے میں محفوظ رہا ([6])۔

عہد نبوی ﷺ میں قرآن حکیم کتابی شکل میں موجود تھا؟

لیکن زیر نظر مسئلے پر علامہ تمنا عمادی کا جمہور امت سے مابہ الاختلاف کی اگر بات کی جائے تو علامہ موصوف کے موقف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم عہد نبوی ﷺ میں ہی کتابی شکل میں رسالت مآب ﷺ کی زیر نگرانی مرتب ومدون شکل میں وجود پذیر ہو چکا تھا اور بالکل اسی طرح کتابی شکل میں تھا جیسے کہ آج ہمارے درمیان موجود ہے، جبکہ جمہور اہل علم کا موقف یہ رہا ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی ﷺ میں سینہ وسفینہ دونوں میں محفوظ ضرور تھا مگر ایک منظّم کتاب کی شکل میں نہ تھا، علامہ تمنا عمادی لکھتے ہیں " مختصر یہ ہے کہ قرآن مجید کتابی صورت میں عہد نبوی میں مدون و مرتب بالکل اسی ترتیب سے تھا جس طرح دنیاے اسلام کے ہر سچے مسلم گھر میں آج موجود ہے۔ اور ہر صحابی کے گھر مرد، عورت، بوڑھے، جوان ذی شعور بچوں اور بچیوں کی روزانہ تلاوت میں تھا۔۔" ([7])۔ بنیادی طور پر علامہ تمنا عمادی کتابت قرآن کو تبلیغ رسالت کا حصہ سمجھتے ہیں نتیجۃً یہ ممکن نہیں کہ رسالت مآب عالمتاب ﷺ نے اپنا فریضہ بخوبی انجام نہ دیا ہو، پھر ان تمام آیات قرآنیہ کو اپنے موقف پر بطور دلیل پیش کیا ہے جن میں قرآن حکیم کو "کتاب" یا "صحف" یا "کتب" یا اس جیسے دیگر القاب سے تعبیر کیا گیا ہے ([8]) اور ساتھ ہی ان تمام احادیث نبویہ ﷺ کو بھی اپنے موقف پر دلیل بنایا جن میں کتابت قرآن حکیم کا ذکر مختلف پیرائیوں میں وارد ہوا ہے بالخصوص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں انہوں نے مختلف آلات کتابت سے تالیف قرآن حکیم کی بات کی ہے ([9])۔

رہی یہ بات کہ جمہور اہل علم نے جمع وتدوین قرآن پر جو موقف اپنایا ہے کہ دور رسالت ﷺ میں قرآن حفظ بھی تھا اور لکھا ہوا بھی تھا لیکن مختلف آلات کتابت میں تھا نہ کہ آج کی طرح کتابی شکل میں پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرام کی ایک کمیٹی کے ذریعے اکٹھا کیا اور پھر اختلاف قراءات کے سبب بڑھنے والے اختلاف کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تمام مسلمانوں کو مصحف امام پر جمع فرما کر انفرادی مصاحف کو تلف کرنے کا حکم صادر فرمایا ([10])، علامہ تمنا عمادی ایسی تمام روایات کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں ملاحظہ ہو "۔۔اس کو مصحف عثمانی کہنا اور حضرت عثمان کو جامع قرآن کہنا منافقین عجم، دشمنان اسلام کے جھوٹے پروپگنڈے کے سبب سے ہے۔ پہلے تو ان عجمی منافقین نے تابعی کا لبادہ اوڑھ کر، راویان حدیث بن کر عہد نبوی سے جو قرآن مجید قراءۃً، تلاوۃً، کتابۃً، حفظاً اور تعلیماً ہر حیثیت سے بے مثل تواتر کے ساتھ ہر صحابی، ہر تابعی، تبع تابعی کے گھر میں چلا آرہا تھا اس کو مصحف عثمانی مشہور کیا تاکہ مسلمانوں کا ایک فرقہ جو حضرت عثمان سے عناد رکھتا ہے اور کوفہ، بصرہ اور مصر میں جو حضرت عثمان کے قاتلین کے ذریات ہیں وہ قرآن مجید سے تعصب برتنے لگیں ([11])۔

یہاں یہ یاد رہے کہ جمع وتدوین قرآن پر جمہور اہل علم کا موقف چونکہ صحیح بخاری ودیگر کتب صحاح کی صحیح روایات کی بنیاد پر مبنی ہے جو کہ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور یوں بھی صحیحین کی روایات ناقابل تنقید ہیں لیکن علامہ تمنا عمادی نہ اس تواتر کو تواتر مانتے ہیں اور نہ ہی صحیحین کی روایات کو تنقید سے بالاتر بلکہ ان تمام روایات کو جعلی، من گھڑت اور عجمی سازش قرار دیتے ہیں ([12]) لیکن علامہ تمنا عمادی کا یہ موقف خلاف نقل وعقل ہے۔ اب مختصراً ان دلائل کا جواب بھی ملاحظہ ہو جن کی بنیاد پر علامہ

تمنا عمادی نے یہ موقف قائم کیا کہ قرآن حکیم عہد نبوی ﷺ میں کتابی شکل میں موجود تھا، قرآن حکیم کی وہ آیات جن میں قرآن کے لئے کتاب، کتب، صحف وغیرہ کا کلمہ استعمال ہوا ہے ان سے جمہور اہل علم کے موقف کی ہی تائید ہوتی ہے، مناسب ہوگا کہ یہاں اہل لغت کی طرف رجوع کیا جائے تاکہ بات واضح ہو چنانچہ ابن منظور لکھتے ہیں "صحف: الصَّحِيفَةُ: الَّتِي يُكْتَبُ فِيهَا، وَالْجَمْعُ صَحَائِفُ وصُحُفٌ وصُحْفٌ.([13]) یعنی صحیفہ اسے کہا جاتا ہے جس میں لکھا جائے، چاہے وہ کاغذ ہو یا کچھ اور اسی طرح علامہ زبیدی لکھتے ہیں "والصحيفَةُ: الْكتابُ، ج: صَحَائفُ علَي الْقِيَاس، وصُحُفٌ، كَكُتُب، ويُخَفَّفُ أَيضاً، وَهُوَ نَادرٌ،([14]) صحیفہ کتاب کو کہتے ہیں اور کتاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "(والكِتَابُ: مَا يُكْتَبُ فِيهِ) ، وَفِي الحديثِ: (مَنْ نَظَرَ إِلى كِتَابِ أَخِيهِ بغَيْرِ إِذْنِه، فكَأَنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ)([15])۔علامہ فیروزآبادی اپنی کتاب القاموس المحیط میں لکھتے ہیں "والصَّحيفَةُ: الكِتَابُ‌ج: صَحائِفُ، وصُحُفٌ ككُتُبٍ نادِرَةٌ"([16])۔

ان تمام اقوال میں کہیں بھی علامہ تمنا عمادی کا لیا ہوا معنی نظر نہیں آتا اور چونکہ حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں تو کہیں ایسا کوئی ثبوت نہیں جو علامہ تمنا عمادی کی رائے کا مؤید ہو اور مفسرین سابقین نے ان آیات بینات کی جو تفسیر کی ہے وہ علامہ عمادی کو قبول نہیں تو پھر ان پر لازم ہے کہ اپنے دعوے پر قطعی الدلالۃ نصوص لائیں جو کہ ان کے بس میں نہیں تھا اب سوائے لغت عرب کے کوئی ایسا ماخذ مجھے نظر نہیں آیا جہاں سے اس بات کی تصدیق کرائی جائے کہ صحیفہ یا کتاب کا کیا مطلب ہے اور وہ ہم نے ابھی دیکھ لیا۔ جہاں تک علامہ عمادی کا یہ کہنا ہے کہ سورتوں کے مجموعے آپ ﷺ نے خود بیان فرمائے تھے، جی ہاں جمہور اہل علم کا بھی یہی موقف ہے جیسے کہ قاضی عبد الصمد صارم نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں ابو جعفر رازی کے حوالے سے لکھا ہے "کہ وہ احادیث جن سے ترتیب سور کا پتہ چلتا ہے اسقدر ہیں کہ ان سے تمام سورتوں کی ترتیب ثابت ہوتی ہے قرآن کی اندرونی شہادت سے بھی موجودہ ترتیب کا ترتیب رسولی ہونا ثابت ہوتا ہے" ([17])۔ لیکن آپ کا دعوی یہ ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی میں بین الدفتین بالکل اسی طرح موجود تھا جیسے آج ہے، اور یہ دلیل بھی دعوی پر قطعی الدلالہ نہیں ہے۔ مزید وضاحت کے لیئے ملاحظہ فرمایئے:

> بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضورؐ نے قرآن لکھے ہوئے دیکھے یا قرآن کو ارض عدو میں لیجانے سے منع فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن بین الدفتین جمع تھا، بلکہ قرآن کا ہر جزء قرآن کہلاتا ہے۔ حضور کی وفات سے نو دن پہلے تک وحی آتی رہی، جب وحی ختم ہی نہیں ہوئی تھی تو ترتیب کیسی؟ کس کو معلوم تھا کہ کس قدر باقی ہے جو کوئی ترتیب سے تحریر کرلیتا پڑھنے میں البتہ سور کی ترتیب صحابہ کو معلوم تھی، جس ترتیب سے حضور پڑھتے تھے اور جس ترتیب سے آپ نے عرضہ اخیرہ میں پڑھا اور سنا([18])۔

علامہ تمنا عمادی کی طرف سے ایک دلیل اور ملاحظہ ہو "پہلے پوری کتاب کو جمع کرنے کا وعدہ فرمایا اس کے بعد اس کے پڑھوا دینے کا، پھر اس کے بیان کرا دینے کا وعدہ فرمایا([19]) ظاہر ہے کہ جب تک پوری کتاب مجتمع نہ ہو جائے اس کے الفاظ و کلمات مطابق وحی اعراب و سکون نقاط سے منضبط نہ ہوں، اس کی آیتیں اپنے جملہ الفاظ و کلمات کے مطابق وحی ترتیب کی جامع نہ ہوں اور اس کی سورتیں اس کی ساری نازل شدہ آیات پر مطابق وحی جب تک حاوی نہ ہوں اور پھر جب تک اس کی ساری سورتیں منشائے الٰہی کے مطابق یکے بعد دیگرے مرتب نہ ہوں اس وقت تک "جمع" کے لفظ کا اطلاق ہی اس کتاب پر نہیں ہو سکتا۔۔۔" ([20])۔

پہلی بات تو یہ کہ کسی معتبر تفسیر میں مجھے سورہ قیامہ کی مذکورہ بالا آیات کی وہ تفسیر ملی ہی نہیں جو علامہ تمنا عمادی

نے کی ہے یعنی " ان علینا جمعه " میں جمع سے مراد کتابی شکل میں مکمل طور پر تمام حروف و کلمات، حرکات و سکنات، اعراب و سکون مطابق وحی منضبط ہونا ہے ورنہ جمع کا اطلاق کیسے ہو سکتا ہے جبکہ جمہور اہل علم اس " جمع " سے کیا مراد لیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

ابن جریر طبری فرماتے ہیں "إن علينا جمع هذا القرآن في صدرك يا مُحَمَّد حتى نثبته فيه (وقرآنه) يقول : وقرآنه حتى تقرأه بعد أن جمعناه في صدرك"([21])۔

تفسیر قرطبیؒ میں ہے "قال جمعه في صدرك ثم تقرؤه فإذا قَرَأْناهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَاأَنْ نَقْرَأَهُ ([22])۔

حافظ ابن کثیر نے بھی کچھ اسی طرح کی تفسیر بیان کی ہے "إِنَّ عَلَيْنا جَمْعَهُأَيْ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُأَيْ أَنْ تَقْرَأَهُ فَإِذا قَرَأْناهُأَيْ إِذَا تلاه عليك الملك عن الله تعالى: فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُأَيْ فَاسْتَمِعْ لَهُ ثُمَّ اقْرَأْهُ كَمَا أَقْرَأَكَ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنا بَيانَهُ أَيْ بَعْدَ حِفْظِهِ وَتِلَاوَتِهِ نُبَيِّنُهُ لَكَ وَنُوَضِّحُهُ وَنُلْهِمُكَ مَعْنَاهُ عَلَى مَا أَرَدْنَا وَشَرَعْنَا"([23])۔

بطور نمونہ یہاں تین معتبر تفسیروں کا حوالہ ذکر کیا ہے جس میں ہر مفسر نے " جمع " کی تفسیر جمع فی الصدر سے کی ہے اس کی وجہ سیاق و سباق ہے کہ آپ ﷺ بھولنے کے ڈر سے دوران وحی زبان مبارک سے دہرانے کی کوشش کر رہے تھے جس پر اللہ تعالی نے یہ ضمانت دی کہ آپ ﷺ فکر نہ کریں آپ کو یاد کرانا، پھر اس پر عمل کرانا اور قرآن کے احکام و مسائل آپ کو بیان کرنا یہ سب ہماری ذمہ داری ہے، کتابت قرآن سے تو اس آیت کا دور دور تک کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ رہا علامہ تمنا عمادی کا یہ سوال کہ جس مذہب کی پہلی وحی میں ہی پڑھنے لکھنے کا حکم ہو اس کے ماننے والوں سے کیسے یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ جو کتاب ان کی سرمایۂ حیات تھی اس کو مدون ہی نہ کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ آپ کا اعتراض ہی صحیح نہیں کیونکہ حکم خداوندی اور حکم رسول ﷺ پر عمل پیرا صحابہ کرامؓ نے قرآن حکیم کو اپنی جان سے بھی عزیز رکھا اور اس کی ہر طرح سے حفاظت کی، حفظاً فی الصدور وکتابۃً فی الاوراق لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس طرح آپ کی عقل مانے اسی طرح پر کوئی کام کیا جائے۔

پھر ان کا بڑا سوال ایک یہ بھی ہے کہ کتابت وحی تبلیغ رسالت کا حصہ تھا پھر کیسے ممکن تھا کہ آپ ﷺ نے اتنے اہم کام سے صرف نظر فرمایا ہو اور امت کو کتاب منظّم شکل میں دیئے بغیر دار فانی سے کوچ فرما گئے؟([24]) اس کا جواب یہ ہے کہ کتابت قرآن آپ ﷺ کی تبلیغ رسالت کا حصہ نہ تھی کیونکہ لکھی ہوئی چیز کو تبدیل کرنا کوئی ناممکن عمل نہیں جیسے کہ کتب سابقہ کے ساتھ ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لکھی ہوئی کتب ملی تھیں ان کو۔ بلکہ میری ناقص رائے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کے حکم سے قرآن کو صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ فرمایا اور ایک بڑی جماعت نے قرآن پاک حفظ کیا اور اسی پر اعتماد تھا اور یہی طریقہ عرب کے احوال کے زیادہ قریب تھا ہاں رسول اللہ ﷺ نے مزید حفاظت کی خاطر لکھنے کا بھی اہتمام کروایا لیکن اس امر کو امت کے حوالے کیا کیونکہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے کوئی نسخہ نہ بنوایا اور اگر کتابت قرآن منصب نبوت کے فرائض میں سے تھا تو بھلا یہ کیسے نہ ہو سکا جبکہ علامہ تمنا عمادی کے ہاں رسول اللہ ﷺ پہلی وحی کے نزول کے بعد لکھنا پڑھنا جانتے تھے تو پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنے لئے ایک مخصوص نسخہ کیوں نہ مرتب فرمایا؟ معلوم یہ ہوا کہ کتابت کے بجائے حفظ ہی مدار ہے اور عند الاختلاف معول علیہ ہے۔

(2) اعجاز القرآن

اعجاز القرآن کے بارے میں علامہ تمنا عمادی کے موقف کو اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے ہاں قرآن حکیم کی اصل وجہ اعجاز اس کتاب کا دعوائے "لاریبیت" ہے یعنی کہ اس کتاب میں کسی بھی طرح کا شک کا نہ پایا جانا جسے اللہ تعالی نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیت میں بیان فرمایا "ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" ([25]) اور اسی دعوائے لاریبیت کو ثابت کرنے کے لئے اقوام عالم کو چیلنج کیا کہ اگر تمہیں اس کی لاریبیت میں کوئی نقص نظر آرہا ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی کتاب یا دس آیات یا ایک آیت ہی لے آؤ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ علامہ تمنا عمادی دوسرے وجوہ اعجاز کی تردید یا تنقیص کر رہے ہیں، بلکہ ان کو دیگر تمام وجوہ اعجاز کا نہ صرف یہ کہ اقرار ہے بلکہ اس پر مزید کام کرنے کا عزم بھی، ملاحظہ فرمائیے "ضرورت تو یہ ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنے والے اہل علم واہل قلم قرآن مبین کی سیاسی تعلیم، معاشرتی تعلیم، اقتصادی تعلیم، تمدنی، قانونی تعلیم اور نفسیاتی تعلیم وغیرہ، ہر ایک کی معجزانہ شان کو اجاگر کرکے دنیا کے سامنے رکھ دیں، یہ کام ایسا نہیں جس کو ایک شخص پوری طرح انجام دے سکے" ([26])۔

پھر لکھتے ہیں "لیکن وقت کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کے ایسے معجزے کو دنیا کے سامنے پیش کروں جو قرآن کا اصل دعوی ہے اور اس دعوے کا ثبوت اس کی ایسی نمایاں وجہ اعجاز کے ذریعے پیش کرنے لگاہوں کہ اس کے معلوم کرلینے کے بعد ہر ذی عقل انسان اگر وہ ہٹ دھرم نہ ہو تو اس اعجاز کا اعتراف کرکے رہے گا چاہے وہ عربی زبان سے بالکل ہی ناواقف کیوں نہ ہو ([27])۔ دراصل علامہ تمنا عمادی کا یہ ماننا ہے کہ چونکہ قرآن صرف عرب کے لئے تو نازل ہوا نہیں اور نہ کسی ایک متعین زمانے تک محدود ہے بلکہ تمام عالمین کے لئے تاقیامت کتاب ہدایت ہے، پھر اگر یہ کہا جائے کہ اس کا اعجاز صرف اس کی فصاحت و بلاغت ہے تو یہ صحیح نہ ہوگا اگرچہ ابتدائی زمانے میں یہی چیز واضح وجہ اعجاز تھی کیونکہ قرآن جن لوگوں کو چیلنج کررہا تھا وہ عرب العربا تھے ان کا عربی ذوق انتہا درجے کا تھا تب قرآن نے تحدی کی کہ تم اگر اس قرآن کی لاریبیت پر یقین نہیں رکھتے تو تم بھی ایسا کلام بنالاو، چنانچہ انہوں نے کوشش کی لیکن جب کچھ نہ بن پڑا تو کہنے لگے "لَوْ نَشَاء لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا([28])" لیکن جب تحدی کے بعد بھی وہ نہیں چاہتے تو کب چاہیں گے؟ خیر یہ سلسلہ چلتا رہا خلافت بنو عباس کے ابتدائی دور تک لیکن وہاں سے آگے پھر آہستہ آہستہ دیگر وجوہ اعجاز بھی سامنے آنے لگے اور اہل علم نے اس پر قلم اٹھایا۔

بقول علامہ تمنا عمادی قرآن نے پہلے دو دعوے کیے پھر تین وعدے کیے ([29]) اور وعدے مستقبل سے متعلق ہوتے ہیں جبکہ دعوے زمانہ حال سے مستقبل کی لامعلوم مدت تک طول کھینچے ہوے ہوتے ہیں اس لئے دعوے کو وعدے پر زمانی تقدم حاصل ہے لہذا پہلے دعوے کا ذکر ہوگا پھر وعدوں کا۔

پہلا دعوی: قرآن کی لاریبیت

علامہ تمنا عمادی کا موقف یہ ہے کہ کسی چیز کی لاریبیت کی حد تک پہنچنے کا یقین کیا جاسکے وہ دو طرح کی ہیں ایک وہ چیز جو آپ کے سامنے ہے، اس چیز کا صفت لاریبیت تک پہنچنے کا ذریعہ حواس خمسہ میں سے کوئی حاسہ ہوگا مثلا اگر چکھنے والی کوئی چیز ہے تو جب تک آپ اسے خود نہ چکھ لیں اور اس کا احساس آپ کو اس حد تک نہ لے جائے کہ آپ اس کو لاریب سمجھنے لگیں تب تک صرف دیکھ کر یا سونگھ کر یا چھو کر آپ اس کی لاریبیت کا پتہ بالکل نہیں چلا سکتے، وھلم جرا۔ اور دوسری چیز جو آپ کے سامنے نہ ہو بلکہ ماضی کا کوئی واقعہ ہو، اب اس واقعے کا حد لاریبیت تک پہنچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ خبر آپ تک نسل در نسل اس قدر جم

غفیر سے منقول ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو، اور اگر اس تواتر خبر کے ساتھ عملی تواتر بھی ہو تو نور علی نور ہے۔

تواتر کی تعریف

اس کے بعد علامہ تمنا عمادی نے تواتر کی تعریف کی ہے اور اس کی تشریح بھی، چنانچہ تواتر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "تواتر خبر کی صحیح تعریف یہ ہے کہ آپ کوئی خبر بار بار اتنے لوگوں سے سنیں کہ عقل اس کو تسلیم نہ کرے کہ اتنی بڑی جماعت اور اتنے لوگ خلاف واقعہ ایک غلط بات بلا وجہ ہم سے اور دوسروں سے متفق اللفظ ہو کر بیان کرینگے" ([30])۔ تواتر کی اقسام عام طور پر دو ہی بیان کی جاتی ہیں، پہلی قسم: تواتر لفظی اور دوسری قسم: تواتر معنوی، لیکن علامہ تمنا عمادی نے تواتر کی چودہ اقسام بیان کی ہیں۔ (1) تواتر اسنادی، (2) تواتر مکانی، (تواتر زمانی)، (4) تواتر ذاتی، (5) تواتر اجزائی، (6) تواتر تعلیم و تعلم، (7) تواتر قراءت، (8) تواتر کتابت، (9) تواتر تلاوت، (10) تواتر حفظ، (11) تواتر دور، (12) تواتر تدبر، (13) تواتر استنباط، (14) تواتر مصنوعی ([31])۔

قرآن مجید کا دوسرا دعوی

"لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ"([32])۔

قرآن حکیم کے اس دعوے کے متعلق علامہ تمنا عمادی نے جو کچھ لکھا اس کا ملخص یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا دعوی ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور کر ہی نہیں سکتا، کون نہیں جانتا کہ یہود ونصاری نے توریت وانجیل وغیرہ کتب سماویہ کا کیا حال کر دیا تھا اور اوستا کا حال بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اور پھر مسلمانوں کی احادیث کو دیکھئے کہ کس قدر موضوع روایات بنا بنا کر ذخیرہ احادیث میں شامل کر دی گئیں، محدثین کی گراں قدر کوششوں کے باوجود ملاحدہ نے مختلف حیلوں بہانوں سے ان کی کتب میں احادیث کو داخل کر دیا اور مجلدات کی مجلدات بنا کر ان کی طرف منسوب کیں۔۔۔ ([33])۔

قرآن حکیم کے تین وعدے

علامہ تمنا عمادی نے قرآن کے تین وعدوں کا ذکر کیا ہے جو سورہ قیامہ کی ان آیات میں بیان ہوئے ہیں "إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ اور "ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ([34])۔ یعنی اللہ نے جمع قرآن کا وعدہ کیا، دوسرے نمبر پر قراءت یعنی پڑھوانے کا وعدہ اور تیسرے نمبر پر اس کی تبیین و بیان کا وعدہ فرمایا۔ علامہ تمنا عمادی نے اس ضمن میں طویل بحث کی ہے لیکن تیسرا جو وعدہ الہی ہے جو "بیان" کرنے کا وعدہ ہے وہ اہم ہے یہاں کیونکہ جمع قرآن کے متعلق تو علامہ صاحب کا موقف یہ ہے کہ جمع سے مراد اس آیت میں جمع صحف ہے جبکہ جمہور کے ہاں جمع فی الصدر ہے اور قراءت سے مراد حضور اکرم ﷺ سے پڑھوانا انہی صحف کو اور یہ بھی علامہ صاحب کا موقف ہے کہ آنحضرت ﷺ معانقہ جبریل کے بعد پڑھ سکتے تھے اور بیان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ کے ذمہ تین خدمتیں سپرد کی تھیں، تبلیغ وحی، تعلیم وحی، بیان وحی و تبیین وحی، جو مختلف قرآنی آیتوں سے ثابت ہے لیکن یہاں یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ تین الگ الگ چیزیں ہیں بلکہ در حقیقت ایک ہی بات کی تین نوعیتیں ہیں، بغیر تبیین کے تبلیغ ناقص ہے اور بغیر تعلیم کے تبلیغ نامکمل اس لیے مکمل تبلیغ وہی ہے جو تعلیم و تبیین کے ساتھ ہو ([35])۔

اعجاز القرآن پر جمہور اہل علم کا موقف

علامہ تمنا عمادی نے اعجاز القرآن کے باب میں جن وجوہ اعجاز پر بات کی ہے وہ اپنی جگہ بالکل صحیح اور جمہور امت کے موقف کے مطابق ہے کہ قرآن کریم کے کے وجوہ اعجاز پر جس قدر بحث کی جائے اور قرآن کریم کے معانی ومفاہیم پر جس قدر

گہرائی سے مطالعہ کیاجائے اس کے اعجاز کی نئی شکلیں وجود میں آتی رہیں گی کیونکہ یہ کتاب سراپا اعجاز ہے، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے وجوہ اعجاز قرآنی کے متعلق نہایت ہی جامع تبصرہ کیا ہے جس کا یہاں ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا اور مسئلۃ الباب سمجھنے میں اہم کردار ادا کرے گا وہ فرماتے ہیں:

> مندرجہ بالا آیتوں میں متشککین ومشرکین کو قرآن کا (مطلق) مثل لانے کی دعوت دی گئی ہے، اور کوئی کلام اور کتاب قرآن کی اس وقت تک مثل نہیں ہوسکتی جب تک اس کے اعجاز کے تمام شعبوں میں اور اس کی تمام خصوصیات میں مماثل نہ ہو، اور قرآن صرف اپنے الفاظ وترکیب اور فصاحت وبلاغت ہی کے اعتبار سے معجزہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے الفاظ اور ترکیب میں بھی معجزہ ہے، اپنے معانی ومضامین میں بھی، اپنے اعلیٰ علوم ومعارف میں بھی، معلومات غیبی اور حقائق ابدی میں بھی، اپنی پیش کی ہوئی مذہبی واخلاقی ومعاشرتی اور مدنی تعلیمات میں بھی، اپنے اثرات وانقلاب میں بھی، اپنی پیشین گوئیوں اور اخبار میں بھی معجزہ ہے، مگر جب صرف الفاظ میں جو اس کے اعجاز کامل کا صرف ایک پہلو اور گوشہ ہے، کوئی مقابلہ نہیں ہوسکا، تو اس کے اعجاز کامل میں کیا مماثلت ہوسکتی ہے (36)۔

اس کے علاوہ علامہ باقلانی کی اعجاز القرآن میں بھی کئی وجوہ اعجاز کا ذکر ہے جو اس فن میں "اصل" کی حیثیت رکھتی ہے اور جس کے بارے میں علامہ زرکشی نے اپنی کتاب "البرهان في علوم القرآن" میں ابوبکر بن عربی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "اس جیسی کتاب آج تک تصنیف نہ ہوئی (37)۔ خود علامہ زرکشی نے بارہ وجوہ اعجاز نقل کئے ہیں اور آخری وجہ کو اہل تحقیق کا قول قرار دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے "الثَّانِي عَشَرَ: - وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ التَّحْقِيقِ-: إِنَّ الْإِعْجَازَ وَقَعَ بِجَمِيعِ مَا سَبَقَ مِنَ الْأَقْوَالِ لَا بِكُلِّ وَاحِدٍ عَنِ انْفِرَادِهِ فَإِنَّهُ جَمَعَ كُلَّهُ فَلَا مَعْنًى لِنِسْبَتِهِ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهَا بِمُفْرَدِهِ مَعَ اشْتِمَالِهِ عَلَى الْجَمِيعِ بَلْ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يَسْبِقْ...."(38)۔

شیخ محمد عبدالعظیم زرقانی نے اپنی کتاب "مناهل العرفان" میں قرآن حکیم کے وجوہ اعجاز پر بات کرتے ہوے چودہ وجوہ اعجاز گنوائے ہیں اور اس کے بعد کچھ ایسی وجوہ کا ذکر کیا ہے جو فی الحقیقہ وجوہ اعجاز قرآنی نہیں بن سکتیں (39)۔

یہاں چونکہ وجوہ اعجاز میں جمہور اہل علم اور علامہ تمنا عمادی کی راہیں زیادہ جدا نہیں ہیں اس لئے نقد واستدراک کی ضرورت نہیں البتہ ان وجوہ اعجاز کے ضمن میں علامہ تمنا عمادی نے جن چیزوں کو قرآنی اعجاز کے منافی ہی نہیں بلکہ اس کے متوازی قرار دیا ہے ان میں سے ایک اختلاف قراءات کا مسئلہ ہے جس کی تفصیل یوں ہے

(3) اختلاف قراءات علامہ تمنا عمادی کی نظر میں

اعجاز القرآن کے باب میں قراءات ہی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس میں علامہ تمنا عمادی نے جمہور اہل علم سے بالکل الگ موقف اپناتے ہوئے یہ رائے قائم کی کہ اختلاف قراءات کے وجود کا قول دراصل قرآن حکیم میں اختلاف کے وجود کا اقرار ہے چنانچہ علامہ تمنا عمادی کے ہاں قرآن پاک کی ایک قراءت ہے جو دور نبوی ﷺ سے لیکر آج تک جاری ہے اور رہے گی، قراءات کا وجود دوسری صدی ہجری کے بعد منافقین عجم کا پیدا کردہ من جملہ ان محاذوں میں سے ایک ہے جو قرآن کے دعوائے عدم اختلاف کی تکذیب اور قرآن کریم میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے قائم کیا گیا۔ چنانچہ اپنی کتاب "اعجاز القرآن واختلاف قراءات" کا حصہ چہارم "محاذ قراءات" اسی کے لئے خاص کیا۔ ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

واقعہ یہ ہے کہ سارے اختلافات قراءت کوفے کی ٹکسال میں گھڑے جاتے تھے اور پھر اپنے مراکز ان ملاحدہ کوفیوں نے بنا رکھے تھے اور ہر مرکز میں اپنے ایجنٹ مقرر کر دئے تھے۔۔۔جب آپس میں بات طے کر لیتے تھے تو اس کے مطابق ان خود ساختہ اختلاف قراءت کو خود ساختہ اسناد کے ساتھ مراکز میں بھیج دیتے تھے سب سے پہلے "أنزل القرأن على سبعة أحرف""قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے"یہ حدیث گھڑی جاچکی تھی اور اس کی اشاعت بھی پوری طرح کی جاچکی تھی لیکن یہ سب بہت بعد کو کم وبیش تیسری صدی میں ہوا۔اس سے پہلے اختلاف قراءت کا مطلق وجود ہی نہ تھا صرف سازشی مصنفین اپنی کتابوں میں کہیں کہیں بعض اختلافات کا ذکر کر جاتے تھے "([40])۔

اختلاف قراءت کے ضمن میں یہاں علامہ تمنا عمادی کا زور دو باتوں پر رہا ہے ،پہلی بات قرآن کریم کے نقطوں اور حرکات سے متعلق اور دوسری بات قراء سبعہ کی جرح پر۔

پہلی بات: قرآن حکیم پر نقطے اور اعراب کی حقیقت

علامہ تمنا عمادی نے جمہور کے اس موقف کی شدید تردید کی ہے جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ ابتدائی طور پر قرآن پاک کی کتابت میں حروف پر نقاط اور اعراب کا تصور نہ تھا،اعراب کا تو بالاتفاق نہ تھا البتہ نقاط کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال یہ رہا ہے کہ زمانہ اسلام سے قبل جب عربی لغت وضع ہوئی تو اس وقت حروف کے مابین فرق کرنے کے لئے کچھ علامات لگائی جاتی تھیں لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ قرون اولی میں کتابت قرآن نقاط سے خالی ہوا کرتی تھی حتی کہ مصاحف عثمانیہ بھی نقاط سے عاری تھے لیکن اس وقت مسلمان اہل لغت تھے اپنے وجدان سے الفاظ کی ادائیگی کرتے تھے اور ویسے بھی قرآن کریم کا مدار تو تلقی باللسان پر تھا نہ کہ کتابت پر۔ لیکن علامہ تمنا عمادی اس کے شدید مخالف ہیں اور اس نظریہ کے بطلان پر پہلی دلیل تو یہ دی ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے واضع لغت نے وضع لغت کے وقت اٹھائیس حروف وضع کئے جن میں سے بائیس حروف ایسے ہیں کہ جو ہم شکل ہیں صرف نقاط کے بل بوتے پر ہی فرق کیا جا سکتا ہے مثلا "ب"، "ت"، "ث" وغیرہ کہ ان میں مابہ الفرق نقطہ ہی ہے ورنہ یا تو واضع لغت مجنون تھا یا پھر اس کو ایک جیسی شکلوں والے حروف وضع ہی نہ کرنے چاہیے تھے،اس دلیل کی قوت کے بارے میں رقمطراز ہیں "یہ عقلی دلیل تو اتنی قوی ہے کہ واضع نے عربی حروف تہجی پر ضرور نقطے لگائے ہوں گے اور جو صورتیں نقطوں کی اس وقت ان حروف پر ہیں یہ واضع حروف کی وضع کردہ ہیں ہر گز ہر گز کسی نے بعد کو وضع نہیں کیا،جو یہ مانتا ہے کہ کئی سو برس کے بعد نقطے لگائے گئے وہ ضرور عقل سے معذور ہے"۔۔الخ ([41])۔

لیکن اس اعتراض کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ حروف کے نقاط وغیرہ اگر واضع لغت کے زمانے سے ہی موجود ہوں تو بھی اس سے اختلاف قراءت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اختلاف قراءات کا سبب اعراب ونقاط کا نہ ہونا نہیں بلکہ یہ تو اخذ وتلقی پر مبنی ہیں یعنی حضور اکرم ﷺ نے اپنے مبارک دور میں نزول وحی کو سات حرفوں پر پڑھا اور پڑھایا جیسے کہ دلائل نقلیہ سے ثابت کیا جا چکا ہے جمہور کے موقف کے تحت۔

دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے جمہور کی طرف سے کہ چونکہ جمہور اہل علم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ عربی زبان کے نقاط کے بارے میں کچھ اہل علم کی یہ رائے رہی ہے کہ یہ وضع لغت کے وقت سے ہی موجود ہیں، یہاں تک تو آپ کی بات ٹھیک ہو سکتی ہے کہ آپ بھی اس گروہ کی رائے رکھتے ہیں جو نقاط کے پہلے سے وجود کے قائل ہیں۔ لیکن آپ کا یہ کہنا کہ نقاط کی جو شکل

آج مروج ہے یعنی "ب" میں ایک نقطہ نیچے اور "ت" میں مثلا دو نقطے اوپر وھلم جرا، یہ بات ناقابل قبول ہے جس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ نے کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں کیا کہ قبل از اسلام عربی زبان میں آج کی طرح ہی نقاط موجود ہوتے تھے کیونکہ صرف غین اور عین کے نقطے کی بات سے جو کہ مذکورہ بالا جاہلی شعر میں پیش کیا گیا ہے سے تمام حروف مشتبہۃ الکتابت کے نقاط کی حالیہ اشکال کی دلیل بنانا " قطعی ناکافی و تقریب غیر تام "کے قبیل سے ہے (42)۔علامہ تمنا عمادی کی طرف سے پیش کی گئی دلیل سے صرف اس قدر پتہ چل سکتا ہے کہ کچھ ایسی علامات تھیں جو مشتبہ الکتابہ حروف کے درمیان فرق کا کام دیا کرتی تھیں لیکن چونکہ علامہ صاحب کا دعوی یہ ہے کہ وضع لغت کے وقت سے ہی حروف میں بالکل اسی طرح نقاط لگے ہوے تھے جیسے آج ان کی شکل وصورت ہے لیکن یہ دعوی ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔

علامہ تمنا عمادی کا مغالطہ

جہاں تک اعراب یعنی حرکات کے ایجاد کی بات ہے تو علامہ تمنا عمادی نے اس پر بھی لب کشائی فرمائی ہے اور مولانا مودودی کی قرآن حکیم کے نقاط اور اعراب سے متعلق ایک تحریر پر نقد کرتے ہوے لکھتے ہیں کہ بقول مودودی صاحب کے ابوالاسود دولی نے 45ھ سے 53ھ تک کے عرصے میں زیاد کے کہنے پر قرآن حکیم پر اعراب لگالئے اور نقاط کا وجود تب تک نہ تھا جو کہ بعد میں حجاج کے حکم پر دو نامعلوم لوگوں کے ہاتھوں وجود پذیر ہوے، حالانکہ ہر موٹی سے موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ اعراب سے پہلے نقاط کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ بغیر زیر زبر پیش کے تحریر پڑھی جاسکتی ہے جب کہ بغیر نقاط کے بہت مشکل سے جیسے کہ اردو کا ایک صفحہ اگر بغیر نقاط کے لکھا جائے تو نہ پڑھا جائے جبکہ بغیر زیر زبر کے پڑھا جاتا ہے بآسانی، اور یہ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ جو لوگ موضوع روایتیں بناتے ہیں ان کے عقلوں پر ایسا پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ ایسی غلطی کرجاتے ہیں جو بعد میں اس روایت کے موضوع ہونے پر مضبوط دلیل بن جاتی ہے جیسے کہ یہاں (43)۔

علامہ تمنا عمادی کے اس موقف میں دو غلطیاں بنیادی ہیں پہلی یہ کہ انہوں نے عربی زبان کو اردو پر قیاس کیا ہے جبکہ ہر پڑھا لکھا انسان سمجھ سکتا ہے کہ عربی عبارت کی صحت کا مدار اعراب پر ہے اگر اعراب میں ذرا بھی غلطی ہوئی تو معنی بدل جائے گا اور اس غلطی سے بچانے والا علم، علم نحو ہے جو زیر تبصرہ ہے جبکہ اردو زبان کا معاملہ بالکل الگ ہے یہاں اعراب کی وہ اہمیت ہی نہیں جو عربی زبان میں ہے تبھی تو اردو عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے بلکہ ہر پڑھا لکھا شخص خود ہی سمجھ کر پڑھ لیتا ہے ۔دوسری بڑی غلطی یہ ہوئی کہ علامہ نے علم نحو کی ایجاد کے سبب کو جانتے ہوئے بھی اس کا تذکرہ نہ کیا جب کہ اس کا تذکرہ ضروری ہے کیونکہ جس شخص نے قرآن مجید کی آیت "۔أَنَّ اللهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ۔۔(44) میں رسولہ کے لام کو کسرہ کے ساتھ پڑھا وہ نحوی غلطی کرچکا تھا اور یہ بات طے ہے کہ وہ شخص عربی حروف تہجی جانتا تھا تبھی تو اس نے رسول کو رسول ہی پڑھا مشرکین کو مشرکین ہی پڑھا لیکن ترکیب میں بھٹک گیا، اب یہاں اہل علم جنہوں نے ایسی غلطی سن لی تو عقلی طور پر ان کو کیا کرنا چاہیے تھا؟ یہی نا کہ وہ اس قسم کی غلطی سے لوگوں کو بچانے کی ترکیب سوچتے جو انہوں نے فوراً سوچ لی اور اعراب وضع کرنے کا کام شروع کیا اور پھر جب مزید عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوتے گئے جنہیں عربی حروف کی پہچان ہی نہ تھی تو ان کو سکھانے کے لئے اہل علم نے حروف کے نقاط کا بندوبست کیا جو کہ حجاج بن یوسف کے دور میں ہوا، اور حجاج چاہے کتنا ہی برا کیوں نہ ہو جو اچھا کام کیا اس کو تسلیم کیا جانا چاہیے نہ کہ یہ کہا جائے کہ ایک ایسا شخص جس پر اہل علم نے کفر تک کا فتوی لگالیا تھا اس کے ہاتھوں ایسا کام کیسے ہوا؟ یہ بالکل خلاف عقل اور لایعنی بات ہے۔

اختلاف قراءات کا سبب

علامہ تمنا عمادی کے اسلوب سے یہ بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ ان کے ہاں اختلاف قراءات کا سبب مصاحف عثمانی میں نقاط واعراب کا عدم وجود ہے جیسے کہ انہوں نے ابوالاعلی مودودی پر نقد کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ جمہور کے ہاں گویا اختلاف قراءات اس وجہ سے ہوئے کہ چونکہ مصاحف میں نقاط واعراب نہ تھے لہٰذا کسی نے ایک طرح سے پڑھ لیا جبکہ کسی دوسرے نے کسی اور طرح سے، ملاحظہ فرمایئے "سوال: تو جب عہد عثمانی نہیں، عہد فاروقی تک یا عہد صدیقی تک یا عہد نبوی ﷺ ہی تک سہی صرف زبانی ہی تعلیم قرآن کا دستور تھا، کوئی شخص لکھتا ہی نہ تھا کہ لکھی کتاب میں نقطے اور اعراب نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والا گھبراتا کہ کیا پڑھیں؟ اور ایک سے زیادہ پڑھنے والے اختلاف کرتے تو پھر یہ اختلاف قراءت کہاں سے آگیا" ([45])۔

اس کے علاوہ علامہ تمنا عمادی کے سید ابوالاعلی مودودی پر نقد سے عمومی تاثر یہی ملتا ہے کہ اختلاف قراءات گویا نقاط واعراب کے نہ ہونے کی وجہ سے وجود میں آیا، جبکہ جمہور کے ہاں معاملہ برعکس ہے، ان کا یہ موقف ہے کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ نے بحکم الٰہی صحابہ کرامؓ کو احرف سبعہ کے ساتھ تعلیم قرآن دی اور ہر صحابی نے اسی طرح پڑھنا اور پڑھانا شروع کیا اور لکھنے والوں نے اسی طرح اپنے اپنے طور پر لکھا لیکن عمومی قراءت بہر حال لغت قریش پر ہی ہوا کرتی تھی ہاں کتابت میں رسم الخط کا اختلاف کاتبین وحی کے درمیان پایا جاتا تھا جس کی مثال "تابوت" اور "تابوۃ" کی شکل میں جمع عثمانی کے وقت سامنے آئی، بلکہ انہی اختلاف قراءات کو برقرار رکھنے کے لئے صحابہ کرام نے نقاط اور اعراب سے اعراض فرمایا حتی کہ مصحف عثمانی میں جو نقاط کا نہ ہونا مسلم ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ تاکہ مختلف وجوہ قراءات سبعۃ احرف کی روشنی میں اس میں سما جائیں۔ خلاصہ یہ کہ جمہور کے ہاں اختلاف قراءت کی رعایت کے لیے نقطے نہ لگائے گئے جبکہ علامہ تمنا عمادی کے ہاں اختلاف قراءت دوسری صدی میں وجود پذیر ہوا بسبب عدم نقاط کے مصاحف عثمانیہ میں۔

اختلاف قراءات جمہور اہل علم کی نظر میں

جمہور اہل علم، متقدمین ومتاخرین اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن حکیم کی مختلف قراءات کا وجود اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود قرآن حکیم ہے کیونکہ قرآن حکیم کے زمانہ نزول سے ہی مختلف قراءات موجود رہی ہیں اور منزل من اللہ ہیں اگرچہ اس میں تفصیل ہے جو کتب علوم القرآن اور کتب قراءات میں موجود ہے اور اختلاف قراءات احرف سبعہ کی حدود کے اندر ہی ہے اور چونکہ قرآن حکیم کی تعلیم وتعلم میں شروع ہی سے زبانی تلقی اور اخذ بنیاد اور اصل الاصول رہا ہے یعنی ایک ثقہ سے دوسرا ثقہ اور ایک امام سے دوسرا امام زبانی سیکھتا رہا اور یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچا یا یوں کہیئے کہ حضور اکرم ﷺ سے لیکر آج تک بذریعہ تلقی ہی یہ قرآن منتقل ہو رہا اور مصاحف کا استعمال اس باب میں بالکل بھی اصل وبنیاد نہیں ہوسکتا، قراءات کے تواتر پر بحث کرتے ہوئے علامہ زرقانی لکھتے ہیں "والتحقيق الذي يؤيده الدليل هو أن القراءات العشر كلها متواترة وهو رأي المحققين من الأصوليين والقراء كابن السبكي وابن الجزري والنويري بل هو رأي أبي شامة في نقل آخر صححه الناقلون عنه وجوزوا أن يكون الرأي الآنف مدسوسا عليه أو قاله أول أمره ثم رجع عنه بعد" ([46])۔

اختلاف قراءات کے بعض دلائل، فوائد وحکم

جمہور اہل علم نے قراءات کے اثبات پر کئی دلائل پیش کیئے ہیں مثلاً حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے ایک حرف پر قرآن پڑھایا اور میں مسلسل اضافہ مانگتا رہا یہاں تک کہ سلسلہ سات پر جا کر رکا([47])۔ حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیمؓ کے مشہور واقعہ والی روایت ([48])۔ اسی طرح حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں ان کا کہنا ہے کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور ایسی قراءت سے تلاوت کی جسے میں نے ناپسند کیا پھر ایک اور شخص آیا اور پہلے والے سے مختلف قراءت میں تلاوت کی، پھر حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کی قراءت سن کر تحسین فرمایا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابی مجھ پر قرآن ایک حرف پر نازل فرمایا گیا پھر میں نے امت پر تخفیف کی دعا کی حتی کہ مجھے دو حرف پر پڑھنے کی اجازت دی گئی میں مزید آسانی مانگتا رہا یہاں تک کہ سات حرفوں پر پڑھنے کی اجازت مل گئی۔۔۔ ([49])۔ اس طرح متعدد احادیث کتب صحاح میں موجود ہیں جن سے جمہور اہل علم کے موقف کی تائید ہوتی ہے، مقصد اس سے ایک توامت کے لئے سہولت مہیا کرنا تھا جیسے کہ روایات مذکورہ بالا میں وارد ہوا، اس کے علاوہ بھی اہل علم نے کئی حکمتیں بیان کی ہیں مثلا یہ کہ کسی حکم شرعی کا بیان کرنا مقصود ہو، مثلا کلالہ کی میراث سے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا "وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ" ([50]) لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص کی قراءت میں (من ام) کا اضافہ موجود ہے جس کا مطلب ہوا کہ حقیقی بہن بھائی یا باپ شریک بہن بھائی یہاں مراد نہیں اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے امت کے درمیان۔ اس طرح کی کئی مثالیں اور بھی اہل علم نے پیش کی ہیں۔ یا کسی توہم کے احتمال کو ختم کرنا۔ مثلا جمعہ کی اذان ہو توسب کام چھوڑ کر جمعہ کی تیاری کرنی چاہیے لیکن اللہ تعالی کے فرمان " يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" ([51]) میں "سعی" کے کلمہ سے یہ توہم پیدا ہو سکتا تھا کہ دوڑا جائے لیکن دوسری قراءت نے اس کو ختم کر دیا کیونکہ اس میں فاسعو کے بجائے "فامضوا" کا ذکر ہے اور مضی کے مدلول میں دوڑنا شامل نہیں۔

سب سے نمایاں حکمت اختلاف قراءات سے اعجاز قرآنی کا بیان ہے، یعنی اختلاف قراءات میں اس بات پر دلائل قطعیہ اور براہین واضحہ موجود ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا کلام ہے نہ کہ کسی بشر کا، اور اس بات پر بھی قوی دلائل ان قراءات میں موجود ہیں کہ جو کچھ بھی آپ ﷺ لیکر آئے ہیں وہ سچ ہے کیونکہ یہ قراءات، مقرو میں تضاد اور اختلاف کو بیان نہیں کرتیں بلکہ بعض بعض کی تصدیق کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے لیے یہ آیات شہادات ومؤیدات ہیں ایک ہی طریقہ پر اور اسلوب کے اعلی معائیر پر جو لامحالہ تعدد اعجاز کا فائدہ دیتا ہے تعدد قراءات کی بدولت۔ چنانچہ مناہل العرفان میں ہے:

> ومعنى هذا أن القرآن يعجز إذا قرئ بهذه القراءة ويعجز أيضا إذا قرئ بهذه القراءة الثانية ويعجز أيضا إذا قرئ بهذه القراءة الثالثة وهلم جرا. ومن هنا تتعدد المعجزات بتعدد تلك الوجوه والحروف.ولا ريب أن ذلك أدل على صدق محمد لأنه أعظم في اشتمال القرآن على مناح جمة في الإعجاز وفي البيان على كل حرف ووجه وبكل لهجة ولسان. {لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ}([52])۔

مطلب یہ کہ قرآن حکیم کو جس بھی قراءت میں پڑھا جائے اسی قدر تعدد اعجاز میں اضافہ ہوتا جائے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ واضح دلیل ہے۔

(4) ناسخ منسوخ

نسخ کے لغوی معنی "مٹانا"، "ازالہ کرنا" اور "منتقل کرنا" ([53]) کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں نسخ کی تعریف کچھ یوں ہے "رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي" ([54]) یعنی کسی حکم شرعی کو کسی اور دلیل شرعی سے ختم کرنا۔ شرائع سابقہ کے نسخ پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کسی کا اختلاف منقول نہیں البتہ اس بارے میں کچھ لوگوں نے جمہور امت سے اختلاف کیا ہے کہ آیا قرآن مجید میں نسخ واقع ہوا ہے یا نہیں؟ جمہور اہل علم سلف وخلف اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ قرآن حکیم میں نسخ واقع ہوا ہے البتہ ابو مسلم اصفہانی معتزلی قرآن حکیم میں نسخ کے قائل نہیں ہیں کچھ دیگر لوگ بھی ان کے ہمنوا ہوئے بالخصوص دور حاضر کے تجدد پسند حضرات مثلا محمد عبدہ، سر سید احمد خان، اسلم جیراجپوری، غلام احمد پرویز ودیگر بھی اسی کے قائل ہیں جن میں سے ایک شخصیت علامہ تمنا عمادی کی بھی ہے، لیکن جمہور اہل علم کے ہاں وقوع نسخ فی القرآن کے نقلی و عقلی ہر دو قسم کے ایسے قطعی دلائل ہیں کہ جن سے صرف نظر ممکن نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے { مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ } ([55]) "جس آیت کو بھی ہم منسوخ کریں گے یا بھلادیں گے اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لے آئیں گے، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے" جو شخص بھی غیر جانبداری کے ساتھ خالی الذہن ہو کر اس آیت کو پڑھے گا وہ اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ نسخ فی القرآن کا سلسلہ خود قرآن حکیم کی تصریح کے مطابق جاری رہا۔ یہاں جمہور اہل علم کے دلائل کا ذکر مقصود نہیں اور نہ ہی ابو مسلم اصفہانی اور ان کے ہمنوا بعض دیگر کے دلائل کا احاطہ بلکہ علامہ تمنا عمادی کے موقف اور دلائل کا ذکر اور نقد مقصود ہے کیونکہ منکرین نسخ کے دلائل مختلف ہیں جن کا ذکر تطویل مبحث کا باعث ہوگا، علامہ تمنا عمادی ان دلائل کا سہارا نہیں لیتے جو دیگر منکرین نسخ کے ہیں بلکہ وہ اس مسئلے کو کسی اور زاویے سے دیکھتے ہیں کیونکہ بنیادی طور پر وہ وقوع نسخ فی القرآن کو حفاظت قرآن کے خلاف سمجھتے ہیں جبکہ رب تعالی نے خود اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ اٹھا رکھا ہے۔

علامہ تمنا عمادی نسخ کو بھی شیعوں کی سازش قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس باب میں بھی اولین تصنیف امام جعفر صادق کے شاگرد جناب عبداللہ بن عبدالرحمٰن اصم اور پھر صدر اول کے ایک اور شیعہ عالم، دارم بن قبیصہ بن نہشل شاگرد امام رضا نے کتاب "الوجوہ والنظائر" اور کتاب "الناسخ والمنسوخ" لکھیں، اور چونکہ شیعوں کے ہاں نسخ اور بدا ایک ہی چیز ہیں اور بدا ان کے عقائد میں شامل ہے شاید اسی لئے علامہ تمنا عمادی نے شیعوں کی مخالفت میں نسخ کا انکار کر دیا، اور ان کے صنیع سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسخ اور بدا میں کوئی فرق نہیں سمجھتے اور بدا چونکہ اللہ تعالی کے لئے محال ہے پس نسخ فی القرآن بھی محال ہے، چنانچہ لکھتے ہیں "علم الہی میں کوئی نقص نہیں ہے اسے اپنے بندوں کی مصلحتوں اور تقاضوں کا ولادت سے لیکر قبر تک کا علم ہے۔۔۔ اس نے کوئی ایسی آیت نہیں اتاری جو کچھ عرصہ بعد معطل اور باطل قرار پائی جائے۔۔۔ الخ ([56])۔ علامہ تمنا عمادی نے اگرچہ یہاں بدا کا نام لیئے بغیر اس کی تعریف کی طرف واضح اشارہ کیا ہے۔

علامہ تمنا عمادی قرآن مجید میں نسخ کے قائل نہیں ہیں ان کی نظر میں یہ ایک محض پروپیگنڈا رچایا گیا ہے تاکہ احادیث کے ذریعے سے قرآنی آیات کی تنسیخ کی طرف راہ ہموار کی جاسکے چنانچہ لکھتے ہیں "یعنی اس بات کا پروپیگنڈا کہ قرآن کی بعض آیتیں منسوخ ہیں۔۔۔" مزید وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "اس اختلاف باہمی کی ایک پوشیدہ غرض یہ تھی کہ علماء کے درمیان یہ بحث چھڑ جائے کہ قرآن صرف قرآن ہی سے منسوخ ہوتا ہے یا حدیث سے بھی منسوخ ہوسکتا ہے تاکہ یہ سمجھا

جائے کہ قرآن کی بعض آیتوں کا منسوخ ہونا تو فریقین کے نزدیک مسلّم ہے اس لئے اس کو تو ماننا ہی پڑے گا باقی رہا یہ کہ ناسخ بھی قرآن کی کوئی آیت ہی ہو یا حدیث بھی ناسخ ہو سکتی ہے بس صرف اس میں اختلاف ہے اب اگر کوئی شخص سرے سے نسخ کا ہی انکار کردے تو یہ کہنے کا موقع ملے کہ یہ شخص تو اجماع امت کا مخالف ہے" ([57])۔

جہاں تک قرآ حکیم کی آیت کریمہ { مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ } ([58]) کا تعلق ہے جس سے جمہور اہل علم یہ دلیل لیتے ہیں کہ قرآن حکیم کی بعض آیات کریمات منسوخ ہوئی ہیں علامہ تمنا عمادی اس آیت کے محمل کو سابقہ کتب سماویہ پر چسپاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں" "جب تک نبیوں کے بھیجنے کا سلسلہ جاری تھا ایک کتاب کے مفقود یا ضائع یا ردوبدل ہونے کے بعد دوسری کتاب ما ننسخ من آیۃ۔۔۔۔ الآیہ کے مطابق برابر آتی رہی اور کسی کتاب کو بھی محفوظ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ([59])۔

علامہ تمنا عمادی قرآن حکیم کی اس آیت کے نسخ ہونے کے بیان کو سابقہ کتب وصحف کے نسخ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے خیال میں ما ننسخ من آیۃ میں کتاب کے بجائے "آیۃ" اس لئے کہا گیا کیونکہ گزشتہ کتب کو بھی بالکلیہ منسوخ نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان کے کچھ احکام آئیندہ آنے والی کتب میں موجود رہتے تھے جیسے کہ تورات وزبور کے احکام کثیرہ انجیل میں موجود تھے اور "خیر امنھا" سے مراد قرآن مجید ہے جبکہ "مثلھا" سے مراد انجیل ہے جو کہ تورات کے مساوی تھی، قرآن کی تقدیم درجہ اور مرتبہ کے تقدم کی وجہ سے یا پھر اس لئے کہ چونکہ قرآن کا ذکر چل رہا تھا اس لئے اسے مقدم رکھا گیا اور جو لوگ اس آیت سے قرآن کی بعض آیتوں کو ناسخ اور بعض کو منسوخ سمجھتے ہیں وہ عجمیوں اور ملحدوں کے فریب میں آکر اس غلطی میں پڑ گئے ([60])۔ اگر علامہ مسئلۃ الباب میں علامہ تمنا عمادی کے موقف کا لب لباب سمجھنا ہو تو مندرجہ ذیل چار نکات ہیں جنہیں انہوں نے خود اپنی کتاب اعجاز القرآن میں ذکر کرکے لکھا ہے کہ اب جو کوئی بھی مجھ سے نسخ فی القرآن کی بابت سوال کرتا ہے تو میں اس کے سامنے یہ چار سوال رکھتا ہوں جسے سننے کے بعد وہ خاموش ہی ہو جاتے ہیں:

(الف) قرآن مجید میں کتنی آیتیں قائلین نسخ کے نزدیک بالاتفاق منسوخ ہیں ان کی صحیح تعداد بتائیے۔

(ب) ان متفق علیہ آیات منسوخہ میں سے کم سے کم پانچ آیتیں معین کرکے پیش کیجئے۔

(ج) ان آیات منسوخہ پر عمل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اپنی اور اگلے قائلین نسخ کی رائے بتایئے۔

(د) قرآن کی وہ کون کون آیتیں ہیں جن پر عمل کرنا ناجائز ہو؟ ایسی دو تین آیتیں پیش کیجئے ([61])

پہلے اور دوسرے سوال کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ متقدمین اہل علم کے ہاں نسخ کا معنی بہت وسیع تھا چنانچہ ان کی نظر میں تعمیم کی تخصیص، مجمل کی تشریح وغیرہ پر بھی نسخ کا اطلاق ہوتا تھا لیکن متاخرین اہل علم نے اس مسئلے کو عموم بجائے ایک خاص پیرائے میں دیکھا اور حدود وقیود کا اضافہ کرکے آیات منسوخہ کی تعداد میں کمی کا قول اختیار کیا یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے منسوخ آیات کریمات کی تعداد کو پانچ تک محدود کیا ([62])۔ تیسرے اور چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ آیات منسوخہ کا تعلق عمل سے نہیں ہے اس کے علاوہ بھی اور کئی طرح کی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے ان آیات کی تلاوت باقی رکھی گئی ہے اور تمام حکمتوں کا ہمارے علم میں آنا ضروری بھی نہیں کیونکہ قرآن حکیم میں کچھ ایسی آیات بھی موجود ہیں جو کسی ایسے حکم کا بیان کرتی ہیں جو کسی سابقہ امت سے متعلق ہو اور شریعت محمدی ﷺ میں بالاتفاق غیر معمول بہا ہو جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے { وَعَلَي الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ

الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ } ([63])اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والے جانور کو حرام قرار دیا تھا اور گائے اور بکری کے اجزاء میں سے ان کی چربیاں ہم نے حرام کی تھیں، البتہ جو چربی ان کی پشت پر یا آنتوں پر لگی ہو یا جو کسی ہڈی سے ملی ہوئی ہو وہ مستثنیٰ تھی۔ یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی اور پورا یقین رکھو کہ ہم سچے ہیں۔ علامہ تمنا عمادی کا چونکہ اس سوال سے مقصد یہ ہے کہ کوئی غیر معمول بہا آیت قرآن پاک کا حصہ کیونکر ہو سکتی ہے تبھی وہ آیات منسوخہ کے وجود کے منکر ہیں، لیکن اس آیت مبارکہ کے بارے میں کیا کہا جائے گا کیونکہ یہ بالاتفاق ایک ایسے حکم کی نشاندہی کر رہی ہے جو منسوخ ہے۔ اس طرح کی اور بھی آیات موجود ہیں قرآن حکیم میں لیکن یہاں ایک ہی کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

علامہ تمنا عمادی کا مغالطہ

علامہ تمنا عمادی کو بنظر عمیق پڑھنے والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جن جن مسائل میں علامہ تمنا عمادی نے تفرد اور تطرف اختیار کیا ہے ان میں بیشتر ایسے ہیں کہ جہاں ان کو مغالطہ لگا ہے مثلاً انہوں نے قرآن کے سات حرفوں اور قراءات کا انکار صرف اس لئے کیا کہ چونکہ بقول ان کے سبعۃ احرف کے صحیح معنیٰ آج تک کسی کو نہیں معلوم لہٰذا ایسی من گھڑت روایات کی بنیاد پر قرآن حکیم میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کیونکر کی جا سکتی ہے اور پھر اسی سے جڑی قراءات کا بھی انکار کر دیا، گو کہ سبعۃ احرف کی تشریح میں اختلاف رہا ہے لیکن محققین اہل علم نے سبعۃ احرف کی راجح اور بے غبار معنیٰ یوں بیان کئے ہیں کہ سبعۃ احرف سے مراد اختلاف قراءات کی سات نوعیتیں ہیں یعنی قراءات اگرچہ سات سے زاید بھی ہیں لیکن ان میں جو اختلاف ہے وہ سات قسم کا ہے ([64])، البتہ علامہ ابن جریر طبری کی رائے میں سبعۃ احرف سے مراد سات لہجات ہیں جو کہ وقتی آسانی کے لئے نازل کئے گئے تھے لیکن مصاحف عثمانیہ کی ترتیب کے بعد منسوخ ہو گئے اور اسی موقف کو سامنے رکھ کر علامہ تمنا عمادی نے مغالطہ کھایا حالانکہ ابن جریر طبری کی یہ رائے خلاف تحقیق ہے۔ دوسرا مغالطہ ان کو یہ لگا کہ وہ اختلاف قراءات کو اختلاف فی القرآن سمجھ بیٹھے اور وقوع نسخ فی القرآن کو قرآن پاک کی حفاظت کے لئے مخل سمجھنے لگے حالانکہ حقیقت کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ اختلاف قراءات تو اعجاز القرآن کا عظیم شاہکار ہے، تفصیل کا یہ محل نہیں۔

(5) علامہ تمنا عمادی اور اصول تفسیر

علامہ تمنا عمادی کے ہاں اصول تفسیر صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے "درایت قرآنی" درایت قرآنی سے ان کی مراد ان کی اپنی سمجھ اور دانست ہے، مطلب یہ کہ ایک ایسا شخص جو عربی لغت اور محاورات، صرف نحو اور معانی سے بخوبی واقف ہو اور آخرت کی باز پرس سے بھی ڈرتا ہو جب تک خالی الذہن ہو کر درایت قرآنی تلاش نہیں کرے گا صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا ([65])۔ یعنی قرآن فہمی کے لئے علامہ تمنا عمادی کے ہاں عربی لغت، محاورات عربی، صرف و نحو اور علم معانی و بیان کا ماہر ہونا تو ضروری ہے لیکن علوم الحدیث، حدیث رسول ﷺ، اصول فقہ، فقہ، وغیرہ میں سے کسی فن میں مہارت ضروری نہیں گویا دوسرے الفاظ میں ان کا موقف یہ ہے کہ عربی لغت میں مہارت ہی ایک مفسر کے لئے کافی ہے جب کہ جمہور اہل علم کے ہاں شروط المفسر کے باب میں ضروری قرار دیا گیا ہے کہ مفسر کو مندرجہ ذیل علوم پر دسترست حاصل ہو "علم اللغۃ، علم نحو، علم صرف، علم اشتقاق، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم قرأت، علم اصول دین، علم اصول فقہ، علم اسباب نزول، علم قصص القرآن، علم الحدیث، علم ناسخ و منسوخ، علم محاورات عرب، علم التاریخ اور علم اللدنی" ([66]) کیونکہ اگر صرف عربی لغت کی بنیاد پر ہر کسی کو تفسیر قرآن کی اجازت دی جائے اور بشمول علم حدیث اور سنت رسول ﷺ و دیگر علوم پس پشت ڈال دیا جائے تو تفسیر

قرآن بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا، لیکن علامہ تمنا عمادی کے ہاں ایسی کوئی حدود و قیود کی ضرورت نہیں حتی کہ علم حدیث کی بھی کوئی ضرورت نہیں، چنانچہ اسی بنیاد پر اگر علامہ تمنا عمادی کے حدیث سے متعلق موقف کی بات کی جائے تو اس کا خلاصہ کچھ یوں نکلتا ہے۔

1. علامہ تمنا عمادی کے ہاں حدیث وحی تشریعی نہیں، بلکہ ان کے ہاں وحی تشریعی صرف اور صرف قرآن ہے، اسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے "ومثلہ معہ" پر ایک رسالہ بھی لکھ رکھا ہے جس میں اس حدیث کو موضوع اور من گھڑت ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور وحی کی قسم بھی دی گئی ہے جس سے جمہور اہل علم نے حدیث رسول ﷺ ہی مراد لیا ہے اور عقلاً بھی یہی قرین قیاس ہے۔

2. جہاں قرآن خاموش ہے وہاں حدیث کو بھی خاموش ہونا چاہیے، علامہ تمنا عمادی کا چونکہ موقف یہ ہے کہ کوئی بھی حکم شرعی قرآن کے علاوہ کسی چیز سے ثابت نہیں ہو سکتا دلیل یہ دیتے ہیں کہ جس رسول اللہ ﷺ کو اتباع قرآن کا حکم ہوا حتی کہ تبیین و تبلیغ میں بھی پابند قرآن کیا گیا ہو وہ رسول قرآن مجید سے ہٹ کر کیا اپنے جی سے احکام بتلائیں گے؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ لہٰذا اگر کوئی یہ کہے کہ کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ تو بالاتفاق متروک ہوگی اور جو قرآن کے موافق ہو بالاتفاق قبول کی جائے گی اور اگر کوئی حدیث کیسی ایسے موضوع کے متعلق ہو کہ جہاں قرآن خاموش ہے تو پھر اس حدیث کو بھی قبول کرنا چاہئے کیونکہ یہ حدیث قرآن کے اگر موافق نہیں تو مخالف بھی تو نہیں۔ مگر یہ سخت دھوکہ ہے۔

3. نقد حدیث پر علامہ تمنا عمادی کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی حدیث بظاہر درایت قرآنی کے مخالف ہو لیکن وہ اس قدر زیادہ طرق سے منقول ہو کہ اس حدیث کو موضوع یا باطل کہنے کی ہمت نہ ہو رہی ہو تو پھر دیانت داری کے ساتھ اس کے رجال کو دیکھا جائے اور چھان بین کی جائے کہ وہ کہاں سے تعلق رکھنے والے ہیں؟ اگر تو یہ لوگ کوفہ اور خراسان سے ہوں تو پھر ان کی روایت نا قابل قبول ہے کیونکہ کوفہ اور خراسان دو علاقے وضع حدیث کے ابتدائی ٹکسال میں سے ہیں اگرچہ بعد میں ان کے علاوہ بصرہ، قرسط، مصر، نصیبین موصل اور عراق کے پاس چھوٹے بڑے گاؤں یمن اور شام کے اکثر شہر مثلاً حمص، دمشق، قیساریہ، فلسطین، انطاکیہ، بصیصہ، طرسوس اور قنسرین وغیرہ میں چھوٹے چھوٹے مراکز ان کے رہے لیکن حدیثوں کے گھڑنے کی اصل ٹکسال خراسان اور کوفہ رہے ہیں، اور اکثر خلاف قرآن روایتوں کے راوی انہی علاقوں کے رہنے والے ملیں گے (67)۔ مطلب یہ کہ ان علاقوں کے رواۃ کی روایات نا قابل قبول ہیں۔ اس بات کا اعتراف علامہ تمنا عمادی نے اپنی متعدد کتب میں کیا ہے۔

4. جرح تعدیل پر مقدم ہے علامہ تمنا عمادی کے ہاں جرح مطلقاً تعدیل پر مقدم ہے اور انہوں نے اس قول کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ جمہور اہل علم کے ہاں مطلق جرح تعدیل پر مقدم نہیں بلکہ وہ جرح تعدیل پر مقدم ہے جو تفصیلی ہو اور جس میں وجہ بتائی گئی ہو، ورنہ تعدیل ہی مقدم ہوگی۔ لیکن علامہ تمنا عمادی آدھی بات کو اپنے مقصد اور موقف کی تائید کے لئے استعمال کرکے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ گویا اہل علم کا بھی وہی موقف ہے جو ان کا ہے

،ملاحظہ فرمایئے "بہر حال جن پر جرحیں مذکور ہیں اور اکثر محدثین کا یہ متفقہ اصول ہے اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے تو پھر مجروحین کی روایتوں کی تو کرید کرنی چاہئے" ([68])

5. اجماع اور قیاس کوئی حجت نہیں ،علامہ تمنا عمادی کے ہاں اجماع کی تو بالکل کوئی حیثیت ہی نہیں ،رہی بات قیاس کی تو وہ اس قیاس کو بھی نہیں مانتے جسے اہل علم اصطلاحی قیاس کہتے ہیں اور جس کی حدود و قیود متعین ہیں علامہ موصوف اس کے بھی انکاری ہیں ملاحظہ فرمایئے "بلکہ مثلہ معہ کی حدیث گھڑ کر دین کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک تو ماثبت بالقرآن اور دوسرا ما ثبت بالحدیث پھر ان دونوں کے امتزاج سے دین کے دو بچے اور پیدا ہوگئے ماثبت بالقیاس اور ماثبت بالاجماع" ([69])۔اس پر مزید کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے۔

6. میری نظر میں حدیث نبویؐ کے بارے میں علامہ تمنا عمادی کا موقف یہ ہے (اور یہ رائے غلط بھی ہو سکتی ہے) کہ اگر کسی حدیث کو نہ ماننا ہو تو ایک تو یہ کہ نقد رجال پر بات کریں گے اور اس بارے بھی محدثین کے ایک قاعدے کی غلط تشریح کرتے ہوے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اسی بات کو بنیاد بنا کر وہ ہر راوی کو مطعون اور غیر ثقہ وغیرہ کے القابات دے کر اس کی روایت کو رد کر دیتے ہیں اگرچہ اس راوی کی تعدیل پر ننانوے فی صد علماء جرح وتعدیل کا اتفاق ہی کیوں نہ ہو، لیکن اگر اس سے کام بنتا ہوا نظر نہ آئے تو پھر نہایت غیر منطقی باتوں کا سہارا لے لیتے ہیں مثلا اگر کوئی حدیث بخاری و مسلم حتی کہ صحاح کی تمام کتب میں ہی کیوں نہ موجود ہو آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ باب یا حدیث اس کتاب میں بعد کو داخل کر دی گئی ہے اصل کتاب میں اس کا وجود ہو ہی نہیں سکتا، حالانکہ اس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہوتی۔

مثلا جمع قرآن کے باب میں چونکہ جمع صدیقی وجمع عثمانی کی روایات بخاری میں موجود ہیں تو وہاں بار بار یہ کہتے نظر آئے کہ یہ احادیث بعد میں داخل کر دی گئی ہیں اسی طرح موطا امام مالک سمیت حدیث کی ہر کتاب کے بارے یہی لکھا ہے۔اور اگر کوئی حدیث صحیح بخاریا صحیح مسلم میں نہ ہو تو فورا کہہ دیتے ہیں کہ اس حدیث کے رد ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اپنیکتب میں نقل نہیں کیا۔پھر کبھیبہ اعتراض اٹھادیتے ہیں کہ یہ روایت اکابر صحابہؓ میں سے کسی نے روایت کیوں نہ کی؟صرف اصاغر صحابہ کرامؓ نے ہی کیوں نقل کیا؟چنانچہ وصیت کی حدیث کے بارے میں بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت صرف انس بن مالکؓ،ابوامامہ الباہلیؓ اور عمرو بن خارجہؓ سے کیوں منقول ہے؟جس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر اصاغر صحابہ کرامؓ کی روایات کو اگر صرف اس بنیاد پر رد کر دیا جائے تو پھر یہ انکار حدیث نہیں تو اور کیا ہے؟اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ علامہ تمنا عمادییہاں تک بھی کہ گئے کہ فلاں حدیثصرف انہی صحابہ کرامؓ سے کیوں منقول ہے جبکہ مثلاً حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام کے سامنے کی گئی بات کو صرف یہی صحابہ کرامؓ کیوں نقل کر رہے ہیں ([70])،اور ایک جگہ تو یہ بھی کہہ دیا کہ وضاعین حدیث بسا اوقات فرضی صحابہ کرامؓ کے نام سے بھی روایا تنقل کرتے تھے یعنی اس نام کا کوئی صحابی ہوتا ہی نہیں تھا۔

7. نقد حدیث پر علامہ تمنا عمادی کا موقف جیسے کہ اوپر بیان ہوا یہ ہے کہ وہ نقد حدیث میں محدثین، علماء جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علماء کے قواعد جرح و تعدیل کو صرف وہاں بطور دلیل پیش کرتے ہیں جہاں کوئی بات ان کی رائے کے مطابق کسی کی مل جائے ورنہ درحقیقت علامہ موصوف خود کو کسی قاعدہ قانون کے پابند نہیں سمجھتے اور فوراً جس راوی کو چاہا اس پر کلام کیا، مثلاً، عجمیت، شیعیت، رافضیت، ایجنٹ وغیرہ وغیرہ جیسے الزامات، جبکہ عقلی طور پر ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کے بعد کسی کی تسلیم شدہ دیانت داری و حفظ واتقان جیسے کلمات تعدیل کو جرح سے تبدیل کرنے کے لئے کیا کسی قاعدہ قانون یا دلیل محکم کی ضرورت نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

8. انکارِ حدیث کے حوالے سے علامہ تمنا عمادی پر منکر حدیث ہونے کی بات مطلّقاً شاید درست نہ ہو لیکن ان کے ہاں جمع وتدوین قرآن حکیم سے متعلق تمام روایات، قراءات سے متعلق جملہ روایات بلا استثناء، وصیت، وراثت، کلالہ، نزول عیسی علیہ السلام، ظہور امام مہدی اور ابن شہاب زہری، ابن جریر طبری سے مروی تمام روایات کی کوئی حیثیت نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے ہاں مسند امام احمد بن حنبل، ان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں بلکہ یہ من گھڑت روایات کا مجموعہ ابوبکر قطیعی نامی شخص نے دیگر سازشی گروہ سے مل کر امام احمد کی زندگی کے بعد ان سے منسوب کیا([71])۔

نتائج تحقیق

زیر نظر تحقیقی مقالے کی روشنی میں حاصل ہونے والے اہم نتائج کو مندرجہ ذیل چند نکات کی شکل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

1. یہ کہ علامہ تمنا عمادی کی نظر میں قرآن حکیم دور رسالت مآب ﷺ میں بالکل اسی طرح کتابی شکل میں موجود تھا جس طرح کہ آج ہمارے سامنے موجود ہے جبکہ جمہور اہل علام کی نگاہ میں قرآن مجید دور نبوی ﷺ میں لکھا ہوا ضرور تھا مگر کتابی شکل بعد میں دی گئی۔
2. علامہ تمنا عمادی کی نظر میں اختلاف قراءات، اختلاف فی القرآن کو مستلزم ہے اور ان قراءات کو ایک سازش کے تحت قرآن پاک میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے بعد کو گھڑ لئے گئے ہیں جبکہ جمہور اہل علم کے ہاں قراءات من عنداللہ ہیں اور یہ دیگر فوائد کے ساتھ اعجاز قرآن کے اظہار کا عظیم شاہکار ہیں۔
3. علامہ تمنا عمادی کے کا موقف یہ ہے کہ وقوعِ نسخ فی القرآن کا امکان ہی نہیں اور جن آیات سے مفسرین نے نسخ فی القرآن کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ تو سابقہ کتب اور شرائع کے نسخ سے متعلق ہیں جبکہ جمہور اہل علم کے ہاں قرآن حکیم میں نسخ واقع ہوا ہے جس پر قرآن وسنت کی رو سے لاتعداد دلائل موجود ہیں۔
4. علامہ تمنا عمادی کے ہاں تفسیر کا ایک ہی "اصل" درایت قرآنی ہے جب اس کے ساتھ لغت کی مدد حاصل ہو جبکہ جمہور اہل علم کے تفسیر کے اصول معروف ہیں یعنی قرآن، سنت، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم، اجماع قیاس اور لغت عرب وغیرہ اور ایک مفسر کے لئے بارہ یا چودہ قسم کے علوم پر دسترست حاصل ہونا ضروری ہے۔
5. علامہ تمنا عمادی کے ہاں وحی تشریعی صرف قرآن مجید ہے جبکہ جمہور اہل علم کے ہاں حدیث نبوی ﷺ بھی وحی تشریعی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1]۔ دیکھئے: زرقانی، شیخ محمد عبدالعظیم، مناھل العرفان فی علوم القرآن، ناشر: دارالکتاب العربی، ج: 1، ص: 23-24۔ اور مفتی محمد تقی عثمانی کی علوم القرآن، ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع جدید: 1415ھ۔ ص: 18-19۔ علامہ زرکشی کی البرھان فی علوم القرآن اور شیخ عبدالحق حقانی کی البیان فی علوم القرآن کے ابتدائی مباحث بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔
Zurqānī, Shaykh Muḥmmad ʹAbdul ʹAẓīm, Manāhil al ʹrfān Fī ʹlūm al Qurān, (Nāshir: Dār al Kitāb al ʹArabī, Vol: 1, PP: 23-24

[2]۔ علامہ محی الدین حیات الحق تمنّا بن نذیر الحق فائز بن سفیر الحق سفیر بن ظہور الحق ظہور بن نور الحق تپاں پھلواروی۔ علامہ تمنّا ۳ شوال ۱۳۰۵ھ / ۱۴ جون ۱۸۸۸ء کو ہندوستان کے علاقے پھلواری شریف میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد اوّلاً مدرسۂ حنیفیہ، پٹنہ میں استاد مقرر ہوئے۔ یہاں ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۸ء تک عربی اور فارسی پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد تقریباً ساڑھے تین سال ہندوستان کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد کے قائم کردہ ودّیا پیٹھ یونیورسٹی (بہار) میں عربی فارسی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۲۱ء میں یہاں سے الگ ہوئے، تو پھر کسی ادارے میں ملازمت نہیں کی۔ انہوں شروع ہی سے قرآن کریم سے شغف اور دلچسپی تھی باوجود اس کے کہ ان کا تعلق خانوادۂ خانقاہی سے تھا مگر اوائل عمر ہی میں انہیں تصوف سے شدید بیزاری ہوئی جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی۔ علاّمہ تمنا سلسلۂ آبائی کے اعتبار سے نظامِ تصوف سے منسلک تھے لیکن انہوں نے اپنے آباء واجداد کے مسلک کو نہ صرف ترک کیا بلکہ اس پر شدید نکیر بھی کی۔ ۱۹۴۸ء میں انہوں نے مشرقی پاکستان ہجرت کی پھر بعد میں کراچی منتقل ہوئے جہاں انہوں نے بہت اچھا وقت گزارا، علمی وفکری حلقوں میں انہیں شہرت واہمیت حاصل ہوئی۔
علامہ تمنا عمادی ایک ہمہ جہت عالم دین تھے چنانچہ مولانا اسد القادری ان کی وفات پر اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں "چودہ سال تک بخاری ومسلم، بیضاوی وکشاف اور حماسہ ومتنبّی جیسی کتابیں پڑھاتے رہے۔ میر زاہد، ملاجلال اور صدرا وغیرہ معرکۃ الآرا کتابوں پر اس قدر بلند پایہ حواشی وشروح لکھیں کہ اکابر علماء نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ دیوان امرالقیس ومقامات کی شروح لکھیں، عربی صرف ونحو پر محققانہ کتاب لکھی، اردو فارسی اور عربی گرامر پر ایسا عبور شاید ہی کسی کہ حاصل ہو۔ علم عروض وقوافی میں امام وقت تفسیر وتنقید حدیث میں وسیع النظر ماہر، قرآن مجید کے مشہور مفسر، پھر عربی، فارسی اردو شاعری میں استاذانہ مہارت رکھنے والا اگر صرف ایک آدمی ڈھونڈیں تو حضرت استاذ ممدوح کے سوا اور کوئی ہندوپاک کی وسیع آبادی میں آپ کو نہیں ملے گا"۔ قرآن وتفسیر کے متعلق علامہ تمنا عمادی کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ اعجاز القرآن واختلاف قراءات، جمع القرآن، حدیث کے مدون اول ابن شہاب زہری اور تاریخ وتفسیر کے مدون اول ابن جریر طبری، انتظار مہدی ومسیح کی حقیقت، الطلاق مرتان، نماز پنجگانہ اور قرآن کریم، وصیت ووراثت، حقیقت الصوم، الکلالہ، تنقید لغات القرآن، مثنوی کتاب وسنت، محکم ومتشابہ اور وحی متلو وغیر متلو تقسیم قرآنی ہے وغیرہ، ۱۹۷۲ء کے شروع میں انہیں حلق کے کینسر کا عارضہ لاحق ہوگیا، بالآخر اسی مرض میں ۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء / ۲۰ شوال ۱۳۹۲ھ کو کراچی میں وفات پائی۔

[3]۔ القیامہ، الآیہ: 17،18
Al Qiyāmah, Al Āyah: 17,18

[4]۔ دیکھئے: زرقانی، شیخ محمد عبدالعظیم، **مناھل العرفان فی علوم القرآن**، ناشر: دارالکتاب العربی، ج: 1 ص: 13

21تا

Zurqānī, Shaykh Muḥmmad 'Abdul 'Aẓīm, Manāhil al 'rfān Fī 'lūm al Qurān, (Nāshir: Dār al Kitāb al 'Arabī, Vol: 1, PP: 12-21

[5]۔ایضا،23/1

Ibid: Vol: 1, P:23

[6]۔دیکھئے: تمنا عمادی، حیات الحق المعروف تمنا عماد مجیبی پھلواری، جمع القرآن ، ناشر: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) مکان نمبر3-7 اے بلاک نمبر 1 ناظم آباد کراچی طباعت ثانی ماہ اکتوبر 1994۔ (کتاب بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری میں موجود ہے عام کتب خانوں میں آسانی سے نہیں دستیاب ہے میرے سامنے چونکہ یہی ایڈیشن ہے لہذا تمام حوالہ جات میں یہی استعمال ہوگا ،)ص 83-84

Tamannā 'imādī, Ḥayāt al Ḥaq al Ma'rūf Tamannā 'imādī Mujībī Phalwārī, Jam' al Qurān, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust (registered), PP: 83,84

[7]۔ تمنا عمادی، حیات الحق المعروف تمنا عماد مجیبی پھلواری، جمع القرآن، ناشر: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ، ص: ۳۳۰-۳۳۱

Tamannā 'imādī, Ḥayāt al Ḥaq al Ma'rūf Tamannā 'imādī Mujībī Phalwārī, Jam' al Qurān, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust (registered), PP: 330,331

[8]۔دیکھئے: تمنا عمادی، حیات الحق المعروف تمنا عماد مجیبی پھلواری، جمع القرآن، ناشر: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ ص: 205، ۲۱۰

Tamannā 'imādī, Ḥayāt al Ḥaq al Ma'rūf Tamannā 'imādī Mujībī Phalwārī, Jam' al Qurān, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust (registered), PP: 205-210

[9]۔دیکھئے: تمنا عمادی، حیات الحق المعروف تمنا عماد مجیبی پھلواری، جمع القرآن، ناشر: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ ص: 188-190

Tamannā 'imādī, Ḥayāt al Ḥaq al Ma'rūf Tamannā 'imādī Mujībī Phalwārī, Jam' al Qurān, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust (registered), PP: 188-190

[10]۔تفصیلات کے لئے دیکھئے: بخاری، محمد بن إسماعیل ، صحیح بخاری، ناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم مُحَمَّد فؤاد عبد الباقي)، 1422ھ ،ج:6، ص:183، رقم: 4986۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابوبکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) لإتقان في علوم القرآن ، تحقیق: محمد ابوالفضل ابراہیم، ناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب ، مطبوعہ: 1394ھ/ 1974 م، ج:۱، ص: ۲۰۶۔ زرکشی، بَدْر الدِّينِ مُحَمَّد بْن عَبْدِ اللَّهِ بْن بہادر الزرکشی (المتوفى: 794ھ) البرهان في علوم القرآن ج۱ ص۲۳۸، محقق: محمد ابوالفضل ابراہیم،، 1376 ھ- 1957 م ناشر: دار إحياء الكتب العربية ۔ دیکھئے عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی، علوم القرآن ص ۱۸۴/-۱۸۵۔ دیکھئے، گیلانی، سید مناظر احسن، تدوین قرآن ص ۳۵-۹۰ ط مکتبہ البخاری کراچی ۲۰۰۵

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Nāshir: Dār Ṭūq al Najāt, 1422 A.H, Vol:6, P:183, Ḥadīth No:4986

[11]۔ تمنا عمادی، حیات الحق المعروف تمنا عماد مجیبی پھلواری، جمع القرآن، ناشر: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ، ص: ۳۳۰-۳۳۱

Tamannā 'imādī, Ḥayāt al Ḥaq al Ma'rūf Tamannā 'imādī Mujībī Phalwārī, Jam' al Qurān, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust (registered), PP: 330,331

[12]۔تفصیلات کے لئے دیکھئے علامہ تمنا عمادی کی کتاب جمع القرآن

See in detail: Tamannā 'imādī, Jam' al Qurān

[13]۔ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، ناشر: دار صادر بیروت ۱۴۱۴ھ ج: ۹، ص: ۱۸۶

Ibn Manẓwr, Muḥammad bin Mukarram bin Alī, lisān al 'Arab, (Nāshir: Dār Ṣādir: Beirūt, 1414 A.H), Vol:9, P: 186

[14]۔زبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق، تاج العروس من جواهر القاموس، ناشر: دارالهدایۃ، ج: ۲۴، ص: ۵

Zubaydī, Muḥmmad bin Muḥmmad bin ʹAbd al Razzāq, Tāj al ʹUrūs min Jawāhir al Qāmūs, (Nāshir: Dār al Hidāyah), Vol: 24, P:5

[15]-ایضا، ج: ۴، ص: ۱۰۱

Ibid: Vol:4, P:101

[16]-فیروز آبادی، مجد الدین ابو طاہر، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط ناشر: مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۲۶ھ، ص: ۸۲۶

Fayrūz ābādī, Majd al Dīn abū Ṭahir, Al Qāmūs al Muḥīt, (Nāshir: Mo'assasah al Risālah: Beirūt, 1426 A.H), P:826

[17]-صارم، عبد الصمد ابو الکمال، عرض الانوار المعروف بتاریخ القرآن، ناشر: میر محمد کتب خانہ کراچی، ص: ۴۲

Ṣārim, ʹabd al Ṣamad abū al Kamāl, ʹAr Ḍ al Anwār al Maʹrūf bi Tārīkh al Qurān, (Nāshir: mī Muḥmmad Kutub Khānah Karāchī), P:42

[18]-ایضا: ص: 87

Ibid: P:87

[19]-"إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ- القیامہ، الآیہ: 17-19

Al Qiyāmah, Al Āyah: 17-19

[20]- تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءت، ناشر: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی، ص: ۱۸۴-۱۸۵

Tamannā ʹimādī, ,iʹjāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust Karāchi, PP: 184,185

[21]- طبری، محمد بن جریر، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقیق: الدکتور عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، ناشر: دار ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، ج: ۲۳ ص: ۵۰۰

*Ṭibarī, Muḥmmad bin Jarīr, Jāmiʹ al Bayān ʹAn Tuawīl Āy al Qurān, (Nāshir: Dār Hijr lil Ṭabāʹah wal Nashr wal Tawzīʹ wal IʹʹAli*n, Vol: 23, P:500*

[22]-قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، تحقیق: احمد البردونی وإبراہیم اِطفیش ناشر: دار الکتب المصریۃ – القاہرۃ، 1384ھ-1964م، ج: ۱۹ ص: ۱۰۶

Qurtabī, Muḥmmad bin Aḥmad, Al Jāmiʹ li Aḥkām al Qurān, (Nāshir: cairo: *Dār al Kutub al Miṣriyyah, 1964ac), Vol: 19, P:106*

[23]-ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسير القرآن العظيم: محمد حسین شمس الدین، ناشر: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ، ج: ۸ ص: ۲۸۶

Ibn Kathīr, Ismāʹīl bin ʹUmar, Tafsīr al Qurān al ʹAẓm, (Nāshir: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, 1419,ah),Vol:8, P:286

[24]- دیکھئے: تمنا عمادی، جمع القرآن، ص: ۲۲۲-۲۲۳

Tamannā ʹimādī, Jamʹ al Qurān, PP: 222,223

[25]-البقرۃ، الآیہ: 2

Al Baqarah, Al Āyah: 2

[26]- تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 108

Tamannā ʹimādī, ,iʹjāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 108

[27]- دیکھئے: ایضا

Ibid

[28]-الانفال، الآیہ: 31

Al Anfāl, Al Āyah: 31

[29]-پہلا دعوی:ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ،دوسرا دعوی:{لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ}فصلت:42-پہلا وعدہ {إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ }الحجر:9،دوسرا اور تیسرا وعدہ: {إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ}القيامة:17

[30]- تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 112

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 112

[31]- دیکھئے: تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 114 تا 147

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, PP: 114-147

[32]- فصلت،الآیہ: 41: 42

Fuṣṣilat, Al Āyah: 41,42

[33]- دیکھئے: تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 147-150

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, PP: 147-150

[34]- القیامہ،الآیہ: 17-19

Al Qiyāmah, Al Āyah: 17-19

[35]- دیکھئے: تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 193-195

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, PP: 193-195

[36]-ندوی، مولانا سید ابوالحسن علی، مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی،، ناشر: مجلس نشریات اسلام کراچی، 1981م ، ص:45-46

Nadwī, Mawlānā Sayyid Abū al Ḥasan 'Alī, Muṭāli'Aḥmad Qurān ky Uṣūl wa Mabadī, (Nāshir: Majlis Nashriyāt Islām Karāchī 1981ac), PP: 45,46

[37]-زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ ,البرهان في علوم القرآن ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم،،ناشر: دار التراث قاہرہ،الطبعۃ الثالثۃ 1984م، ج: 2ص: 90

Zarkashī, Badr al Dīn Mhuḥammad bin Abdullah, Al Burhān Fi 'Ulūm Al Qurān, (Nāshir: Dār al Turāth, Cairo,1984), Vol:2, P:90

[38]-ایضا، ج: 2، ص: 106-107

Ibid: Vol: 2, PP: 106,107

[39]-زرقانی، محمد عبد العظیم الزُّرقانی (متوفی: 1367ھ) مناهل العرفان في علوم القرآن، ناشر: مطبعۃ عیسی البابی الحلبی ط: بار سوئم، ج: 2، ص: 332 ومابعد

Zurqānī, Shaykh Muḥmmad 'Abdul 'Aẓīm, Manāhil al 'rfān Fī 'lūm al Qurān, (Nāshir: Maṭba'Aḥmad 'iy Ṣā al Bābī al Ḥalabī), Vol: 2, P:332

[40]- تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 654-655

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, PP: 654,655

[41]- تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 637

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 637

[42]- دیکھئے: محمد طاہر رحیمی، دفاع قراءات ، ناشر: ادارہ کتب طاہریہ ملتان، ص: 150-151

Muḥmmad Ṭāhir Rāhīmī, Difā' Qiraāt, (Nāshir: Idārah Kutub Ṭahiriyah Multān), PP: 150,151

[43]- دیکھئے: تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 624-625

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, PP: 624,625

[44]۔التوبہ،الآیہ: 3

Al Tawbah, Al Āyah: 3

[45]۔ تمنا عمادی،اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 647

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 647

[46]۔زرقانی، محمد عبد العظیم الزُّرقانی ،مناهل العرفان في علوم القرآن، ناشر: مطبعۃ عیسی البابی الحلبی، ط: بار سوئم ج: 1، ص: 441

Zurqānī, Shaykh Muḥmmad 'Abdul 'Aẓīm, Manāhil al 'rfān Fī 'lūm al Qurān, (Nāshir: Maṭba'Aḥmad 'iy Ṣā al Bābī al Ḥalabī), Vol: 1, P: 441

[47]۔دیکھئے: بخاری، محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، ناشر: دار طوق النجاۃ، 1422ھ، ج: 4، ص: 113 رقم 3219۔ مسلم،(819)، مسند احمد 1/313،299،264،263، مصنف عبد الرزاق(20370) بغوی(1325)

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Nāshir: Dār Ṭūq al Najāt, 1422 A.H, Vol:4, P:113, Ḥadīth No: 3219

[48]۔دیکھئے: بخاری، ج: 3، ص: 122، رقم 2419، صحیح مسلم،(818)، ابوداود(1475) ترمذی(2943)، نسائی 1/150-152، مسند احمد 1/43،42،40 وغیرہ

Bukhārī, Vol:3, P:122, Ḥadīth No:2419

[49]۔دیکھئے: مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، ناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت، ج: ا، ص: 561، رقم 820۔ابوداود(1477) الترمذی(2944) النسائی 2/152-153، مسند احمد 5/114-127-128

Muslim bin al ḥajjāj, Ṣaḥiḥ Muslim, (Nāshir: Dār Iḥyā' al Turāth al Arabī, Beirūt),Vol:1, P:561, Ḥadīth No: 820

[50]۔النساء،الآیہ: 12

Al Nisā,, Al Āyah: 12

[51]۔الجمعہ،الآیہ: 9

Al Jum'ah, Al Āyah: 9

[52]۔زرقانی، محمد عبد العظیم الزُّرقانی ، **مناهل العرفان في علوم القرآن** ، ناشر: مطبعۃ عیسی البابی الحلبی ، ج: 1، ص: 149

Zurqānī, Shaykh Muḥmmad 'Abdul 'Aẓīm, Manāhil al 'rfān Fī 'lūm al Qurān, (Nāshir: Maṭba'Aḥmad 'iy Ṣā al Bābī al Ḥalabī), Vol: 1, P: 149

[53]۔زبیدی، سید محمد مرتضی الحسینی، **تاج العروس من جواهر القاموس**، ، ناشر، مطبعۃ حکومۃ کویت، 1415ھ 1994 م، ج: 7، ص: 355

Zubaydī, Sayyid Muḥmmad Murtaḍā al Ḥusaynī, Tāj al 'Urūs min Jawāhir al Qāmūs, (Nāshir: Mātba'Aḥmad Ḥukūmiyyah kuwait, 1415 ah), Vol:7, P:355

[54]۔زرقانی، شیخ محمد عبد العظیم، **مناهل العرفان فی علوم القرآن**، ناشر: دار الکتاب العربی ج: 2 ص: 138

Zurqānī, Shaykh Muḥmmad 'Abdul 'Aẓīm, Manāhil al 'rfān Fī 'lūm al Qurān, (Nāshir: Dār al Kitāb al 'Arabī, Vol: 2, P: 138

[55]۔البقرہ،الآیہ: 106

Al Baqarah, Al Āyah: 106

[56]۔تفصیل کے لئے دیکھئے: تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 764

Tamannā 'imādī, ,i'jāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 764

[57]۔ تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 351

Tamannā ʹimādī, ,iʹjāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 351

[58]۔ البقرہ، الآیہ: 106

Al Baqarah, Al Āyah: 106

[59]۔ تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 211

Tamannā ʹimādī, ,iʹjāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 211

[60]۔ دیکھئے: تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 210-212

Tamannā ʹimādī, ,iʹjāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, PP: 210-212

[61]۔ تمنا عمادی، اعجاز القرآن واختلاف قراءات، ص: 352

Tamannā ʹimādī, ,iʹjāz al Qurān wa Ikhtilāf Qiraāt, P: 352

[62]۔ وہ پانچ آیات درجہ ذیل ہیں

(1) {كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقّاً عَلَى الْمُتَّقِينَ} البقرة180

(2) {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُواْ مِئَتَيْنِ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّئَةٌ يَغْلِبُواْ أَلْفاً مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لاَّ يَفْقَهُونَ }الأنفال65

(3) {لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاء مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيباً }الأحزاب52

(4) {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ }المجادلة12

(5) {يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ }المزمل1{قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلاً }المزمل2 {نِصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلاً }المزمل3.

[63]۔ الانعام، الآیہ: 146

Al Anʹām, Al Āyah: 146

[64]۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: زرقانی کی مناھل العرفان فی علوم القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی کی علوم القرآن، ص: 106 ومابعد۔

*Zurqānī, Manāhil al ʹrfān Fī ʹlūm al Qurān, Muftī Muḥmmad Taqī ʹUthma *nī, ʹUlw *m al Qurān, P: 106*

[65]۔ تمنا عمادی، الصلوات الخمسہ، ناشر، الرحمان پبلشنگ ٹرسٹ کراچی، ص: 25-26

Tamannā ʹimādī, Al Ṣalawāt al Khamsah, (Nāshir: Al Raḥmān publishing trust Karāchī), PP: 25,26

[66]۔ دیکھئے: سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، ناشر: سہیل اکیڈمی، 1980، ج: 2، ص: 180

Sayūtī, Jalāl al Dīn, Al Itqān Fi ʹUlūm Al Qurān,(Nāshir: Sohayl academy, 1980), Vol:2, P: 180

[67]۔ تمنا عمادی، وصیت، وراثت اور کلالہ، ص: 189-190

Tamannā ʹimādī, Waṣiyyat, Warāthat awar Kalālah, PP: 189,190

[68]۔ تمنا عمادی، ہے کوئی جو اس کا جواب دے، ص: 16

Tamannā ʹimādī, hy Kuī jū is kā Jawāb dy, P:16

[69]۔ تمنا عمادی، انتظار مہدی و مسیح، ص: 40

Tamannā ʹimādī, Intiẓār Mehdī wa Masīḥ, P: 40

[70]۔ تمنا عمادی، مثلہ، معہ کی حقیقت،: ص:204-207
Tamannā ʽimādī, Mithluhū, Maʽhū kī Ḥaqīqat, PP: 204-207

[71]۔ تفصیل کے لئے علامہ تمنا عمادی کی کتاب "مسند احمد بن حنبل کی حقیقت" دیکھئے۔
See in detail: Tamannā ʽimādī, Musnad Aḥmad bin Ḥambal kī Ḥaqīqat